ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنہ دیوان مستطاب لاجواب مقبول عام پسند مدید شعرای ذی مسمے بہ

یادگار رفتے

معروف بہ تحفہ رفتے

شربت شوق

۱۳۰۸

از انشاء عنادل خیال ایجاد بیمثال مولانا جناب محمد نقی صاحب دام ظلہ المتخلص بہ رفتے

در مطبع نامی سمن مفید دکن واقع بلدہ حیدرآباد دکن طبع شد

۱۳ھ

۱۰۳۸۰
۵۳۵۱

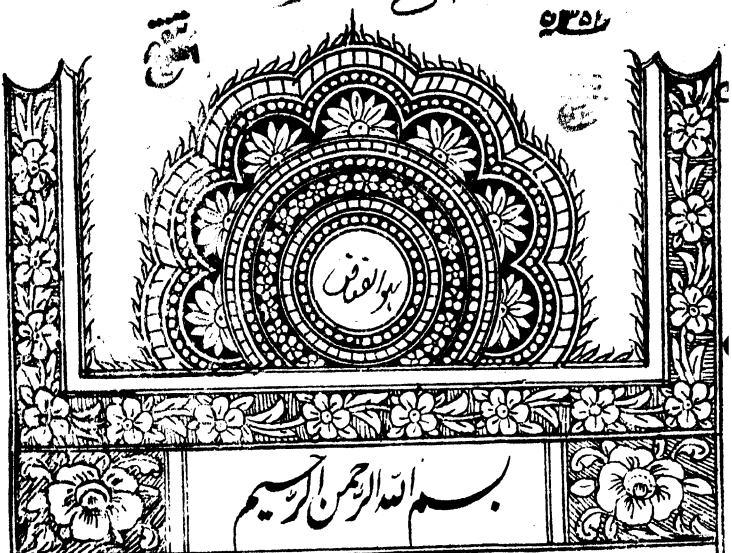

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور نہیں خلق کو خالق کی ثنا کا
کیا اسکو سزا ہے کوئی پابند ہوا کا

سب تابع فرمان ہیں کیا انجم و افلاک
مالک ہے وہی مملکت ہر دو سرا کا

ہے جنکے تئیں یاد الست ازلی کی
وہ بھولتے نہیں زنہار حرف بلیٰ کا

یارب تیری رحمت سے یہہ امید قوی ہے
ہو محو میرے نامہ سے حرف خطا کا

امت میں رکھا مجھکو رسول عربی کی
کیا شکر ادا مجھ سے ہو اس لطف و عطا کا

اولاد نبی آل اور اصحاب نبی پر
تحفہ ہے روان شام و سحر صل علی کا

ہیں شافع کونین ہی سرور عالم
اندیشہ تجھے کیا ہے سقے روز جزا کا

تن میں جب تک میرے دم ہے یا محمد مصطفے
جسم و جان کے لب پہ صم ہے یا محمد مصطفے

عرش پر مکتوب ہے جسے تمہارا اسم پاک
لوح قربان اور قلم ہے یا محمد مصطفے

ذرہ تمہاری ذات اقدس سے وجود کائنات
ورنہ دم بھر میں عدم ہے یا محمد مصطفے

ابتدائے خلق سے تا حشر مجرے کے لئے
پشت پر چرخ خم ہے یا محمد مصطفے

سب تمہاری ہی جلو ہے انبیا و اولیا
واہ کیا شان و حشم ہے یا محمد مصطفے

کیا کہون کیا شے ہے خس اس استان پاک کا
تاج کی اکلیل جم ہے یا محمد مصطفے

چہرۂ تابان تمہارا کیا کہون جسپر تپنگ
شمع قندیل حرم ہے یا محمد مصطفے

چومتے ہین پاؤن اسکا اولیا اللہ تمام
آپکا جسپر قدم ہے یا محمد مصطفے

وصف کرتا ہے تمہارا جب خدائے بے نیاز
جو سراہون مین سو کم ہے یا محمد مصطفے

مدح مین آپہی کے ہے توریت و انجیل و زبور
اور قران سب رقم ہے یا محمد مصطفے

نیر ملک عرب ہی روے روشن آپکا
اور مہتاب عجم ہے یا محمد مصطفے

جرم میرے بخشوا و یا شفیع المذنبین
چشم تر اس غم سے نم ہے یا محمد مصطفے

ہو مجھے تریاق شیرین تلخکامی ترع کی
جان کنی کا جام سم ہے یا محمد مصطفے

چھوٹیگا مین نہین دامن تمہاری آل کا
مجھکو اللہ کی قسم ہے یا محمد مصطفے

ہی تمہارے نام پر قربان نقی بے شبہ و شک
بس یہ کہتا دمبدم ہے یا محمد مصطفے

ہی سخن قید مین جبتک نہ زبان سے نکلا
جب کیا تیر ہے گویا کہ کمان سے نکلا

گرچہ پیل پھول نہین سرو کو لیکن ہے بہار
جب کہ آزاد ہوا طیش خزان سے نکلا

مجھ سیانے سے ہے سو بار بھلا دیوانہ
جو نہین ہوش مین ہے نفع و زیان سے نکلا

مہربان آپکا مین عیب ہنر جان گیا
اصل مطلب جو میرا انتہا سو بیان سے نکلا

ہی خداداد اگر طفل سے ہو کار بزرگ
وہ کیا کام نہ مرد ہمہ دان سے نکلا

اے تقی مہر خموشی کی ہے لب پر بہتر
جب کوئی کام نہ کچھ شور و فغان سے نکلا

زمانہ عالم ہستی ہی یا کہ خواب ہے کیا
کہون مین کسکے تئین خواب و جواب ہی کیا

چمن مین آج نہایت ہی بلبلون کا ہجوم
بہار آئی ہے پھر موسم گلاب ہے کیا

ہوا گمان شب اُس مہجبین کے آنے سے
کہ چرخ سے اُتر آیا یہ ماہتاب ہے کیا

ہماری آنکھونپہ ہے پردہ مانع دیدار
وگرنہ عاشق و معشوق مین حجاب ہی کیا

سبھونکو آمد و شد کا ہے اِذن محفل مین
جناب رو کے کسی دربان مجھی عتاب ہی کیا

دمادم آتی ہے بوٗ مجھکو گوشت بریان کی
ہوا کسیکا کلیجہ مگر کباب ہے کیا

ہماری زاری پہ ہنس ہنس کے وہ یہ کہتے ہین
صدا یہ گریہ کی یا نالۂ رباب ہے کیا

ہمارے شعر نقی گر نہو وین قابل وصف
ہر ایک رنگ کا جو شعر ہے خراب ہی کیا

مت کر بدی کہ خوف ہے رب کے عتاب کا
ہی سوز سخت آتش دوزخ کے تاب کا

نیکی بدی سے اپنے ہے تو آج بیخبر
آئیگا روز حشر پہ پردہ حجاب کا

توبہ کر آج زاری و عجز و نیاز سے
چشمہ ہے تیرے ہات مین چشم پرآب کا

کہتے ہین جسکو نقد سو عمر عزیز ہے
ق وہ تو تمام طعمہ ہوا خورد و خواب کا

اسکا تجھے دریغ نہین ہے ہزار حیف
غم کہا رہا ہی مال کے نقصان و لاب کا

محسوب ذرہ ذرہ ہے ہر قطرہ ہے شمار
درپیش اے نقی ہے ہمین دن حساب کا

پردہ جو اُسنے رخ سے اُٹھایا نقاب کا
چہرہ ہوا نمود مجھے آفتاب کا

لکھا وہ خط ہے یار بلیغ و فصیح نے
مضمون ہر ایک لفظ مین ہے سو کتاب کا

وہ شعلہ آگ کا ہے میری آہ کا دھوان
آوے مقابلہ پہ نہین منھ شہاب کا

بیوجہ تھرتھراتی نہین ہے زبان شمع
ظاہر ہوا ہے سوز سے حال اضطراب کا

سانس اُوپر آوے یا کہ نہ آوے عجب ہی کیا
کہتے ہین آدمی کو تو دانہ حباب کا

نعمت کی قدر ہوتی ہے بعد زوال سچ
پیری مین یاد آتا ہے عالم شباب کا

مین جاگتے مین دیکھا ہون اسرار غیب کے
چھپا پا گیا نگاہ مین عالم ہے خواب کا

طاعت سوا ثواب ملے کیا مجال ہے
دیکھا ہے کسینے کہیت اوگا غیر آب کا

ابرو سے وسمہ ناک سے ڈرتا ہون اے نقی
نخچہ خون سے رنگیگا یہ خنجر خضاب کا

بیان مین کیا کرون صاحب تمہاری مہربانیکا
بنائے پیسکر تم مجھکو سرمہ اصفہانیکا

مرا رہنا تمہارے پاس ہے ایسی سبکباری
نہین ممکن کہ گندے دلمین کچھ خطرہ گزرانیکا

پلا کر دودھ ہمکو دہر نے پالا تو ہے لیکن
ملا یا زہر بھی ہے اسمین بیشک جان ستانیکا

خوشی کو باغ جنت مین کیا ہے خلق خالق نے
کرین ہم شوق کیون بیہودہ اسجا شادمانیکا

جناب نفس کی موہوم ایسی ہوگئی صورت
دم تصویر حیرت سے رکے ہے کلک مانیکا

جہان کی زندگانیکا ہر دسا مین کرون کیونکر
وجود بود انسان بلبلا ہے کوئی پانیکا

نقی سیر چمن احسن اسی صاحب ہوس کو ہے
شگفتہ گل ہو خوشن بلبل ہو اور موسم جوانیکا

محفل مین یکبیک جو وہ شب کو مچل گیا
آئین وطرز عیش کا سارا بدل گیا

بے زور کوئی شور مچاتا نہین یہان
فوارہ جب پر آب ہوا بس اچھل گیا

کم حوصلونکے جیمین سماتی نہین خوشے
چھوٹا پیالہ جلد بھرا اور ابل گیا

ٹکا اگر تعلق دنیا کا توٹ جاے
کر شکر ایک پہاڑ تیرے سر سے ٹل گیا

جب سے لگی ہے آتش الفت جگر کے بیچ
مانند شمع جسم مرا سب پگھل گیا

رکھا ملایمت سے جو ہر ایک کے سا تھہ ربط
مانند موخمیر سے باہر نکل گیا

ہوشیار مرد ہی وہی دنیا مین واقعی
ٹھوکر جو پہلے کھاتے ہی چونکا سنبھل گیا

شطرنج و گنجفہ مین نقی عمر کو تلف
کہتے ہین ہم خوشی سے کہ جی تو بہل گیا

جہان مین جو کوئی انسان حُبِّ جاہ کیا
تو اپنی راہ مین خسپوش ایک چاہ کیا

سفید پوش ہر دنیا مین جو فریب کے ساتھہ
تو عاقبت مین خدا اُسکو روسیاہ کیا

صبا نے چاک کیا پیرہن کو دامن تک
دمِ سحر جو ذرا گل نے قاہ قاہ کیا

جہان مین کیون نہواے مشک منہہ تیرا کالا
جو راز فاش کیا وہ بڑا گناہ کیا

زمانہ آتشِ حسرت سے جل گیا ہے **نقے**
جو اُسنے لطف سے میری طرف نگاہ کیا

دوستو دیکھہ دشمن مجھہ سے جب بیگانہ تہا
دل میرا شمع ہوس پر صورت پروانہ تہا

سرد مہری نے شبِ اُنکی یہ کیا ہنگامہ گرم
چشم سے چشمے رواں تہے سینہ آتش خانہ تہا

دل میرا تہا عارض تابانہ اُسکے بیقرار
مجکو مشاطہ کے پنجے پر گمانِ شانہ تہا

یا دلِ لعل لب و دندان مین جوش گریہ سے
اشک جو ٹپکا کبہی یاقوت گہ دردانہ تہا

جو ہوا ہشیار باطن ظاہر سے بیہان
غافلان دہر کے نزدیک وہ دیوانہ تہا

بہر گیا یکدم ہی دم مین گردشِ افلاک سے
اے **نقے** اِس عمر کا کیا تنگ پیمانہ تہا

پھر شوق ہوا یار کو ہے تیر و کمان کا
دیکھو خم ابرو مژہ اس شوخ جوان کا

جسدنسے مین دیکھا ہون فلک کے تئین واژون
اُلٹا نظر آیا مجھے قانون جہان کا

جو ثقل اُٹھایا نہ گیا ارض و سما سے
انسان متحمل ہوا اُس بارِ گران کا

گنگا مین نہ یہہ جوش نہ جمنا مین یہہ طغیان
انگھو نسے میری پوچھیے حال آبِ روان کا

آفاق کے پھرنے سے ہو درویش کو کیا کام
موجود **نقے** گھر مین تماشا ہو جہان کا

کیا دبدبہ بتاتے ہو تم ہمکو شاں کا
رہتا ہو تار و پود دو شالے مین بال کا

ابرو کو ماہ نو سے نہ دیجے مشابہت
ہوتا ہو دلفریب کہان جشنِ ہلال کا

ہر چند رنگ و بو مین بہت خوشنما ہی گل
گل تکیہ ہی ولیک وہ گلرو کے گال کا

کیا مفتشر حواس ہی دنیا مین وہ حریص
اندیشہ جسکے سر مین رہے جمع مال کا

درویش سے نہ پوچھیے کیا حال ہی تیرا
یہہ روپ بن گیا ہی سراپا سوال کا

بے وجہ اسکے چہرہ کے تل کا نہیں خیال
شاید کہ مرد مک ہو میرے نقطہ خال کا

نقے گر سرخروئی چاہیے عقبا مین اے
مت کر قصور ہی یہہ سبب انفعال کا

پھر مجھے جوش جوانے آگیا
عشق ابروے کمانی آگیا

شاید آیا خط کہ خط آتا نہین
اسکے پیغام زبانی آگیا

کھینچتا ہون جلبی مین چہرا ہون شکل
ہات میرے کلکِ مانی آگیا

فیض سے استاد کے نعلین کے
مجھکو فہم نکتہ دانی آگیا

نقے اے کیا لب ہین شیرین یار کے
دیکھتے ہی مُنھہ مین پانی آگیا

مثل یہہ کہتے ہین غم مین کہ آسمان ٹوٹا
شکست چرخ سے کب کم ہی گر مکان ٹوٹا

فسانہ درد کا سنتے ہو گر تمام سنو
کہ ٹوٹ جائیگا دل گر میرا بیان ٹوٹا

خدا ہی حافظ و ناصر ہی وقت طوفان کے
کسی جہاز کا گر لنگر گران ٹوٹا

کہان وہ نخل کو امید پھول پہل کی ہی
بہار آنے کے آگے جو ہو خزان ٹوٹا

اگر ہو نارِ نفس قطع بس خموشی ہی
چلے نہ تیر اگر چلہ کمان ٹوٹا

نقے یہہ ایسی زمین سخت ہی سخن گو کو
کہ تیشہ فکر کا جسپر رکہا دہان ٹوٹا

غم زمانہ یہہ آغشتہ ملال کیا
کڑہا کڑہا کے مجھے بد سے بلال کیا

ہر اک عروج کو دنیا مین ہی زوال ضرور
چڑہا جو اوجہ اسنے کو پایمال کیا

جسے ہوس ہو کہ پانی پہ کچھ رقم کیجے
ہوا دلیل کہ اندیشۂ محال کیا

عجب ہے عالم ہستی کا نیستی بازار
خبر ہو روز فلان آج انتقال کیا

فنا پذیر ہے آخر یہ مستعار حیات
جہان مین زیست کو کئی گر ہزار سال کیا

ہوا جو خاک کا پیوند باغ ہستی مین
اُسی نے اپنے کو سرسبز خوش نہال کیا

نصیب اُسی کو ہے روحانیونکی سیر نقشی
خدا نے جسپہ عیان عالم مثال کیا

قتل خندان ہو یہ انسانکا مقدور نتھا
کہ چڑھا دار پہ بیباک وہ منصور نتھا

یک نہ یک در دہی رہتا ہے بنی آدم کو
کوئی ایسا نہین دیکھا کہ وہ رنجور نتھا

ذات اوصاف سے ہوتی ہے جہانمین ظاہر
پیش اظہار صفت مشک بھی مشہور نتھا

سبب عشق ہے ہر یک جو ہے مشغول بکار
ورنہ کوئی بھی کسی کام مجبور نتھا

کون ہوتا ہے یہان دام ہوس سے آزاد
قید دنیا کا کسے نالب گور نتھا

اہل غفلت بخوشی کرتے ہین اوقات بسر
جو کہ عاقل ہے کبھی دہر مین مسرور نتھا

راہ اک دم کی کسی سے نہین طے ہو سکی
سر حق تا نفس سے تو نقشی دور نتھا

شعر ہے سحر سنا جسنے وہ دیوانہ بنا
میرا دیوان سخن صاف پری خانہ بنا

عشق کی آگ جلا دیتی ہے یون آخر کار
ایک کو شمع بنا ایک کو پروانہ بنا

زن کو مرد کیا مرد کو فردوسی نے
پہلوان رستم بن زال سا شہنامہ بنا

زلف تک اُسکے رسا کوئی ہو کیونکر یارب
سینہ سو جا سے کیا چاک تو جب شانہ بنا

ای نقشی جب سے شعور آیا مجھے دنیا مین
گردش دہر سے ہر حال مین کیا کیا نہ بنا

اگر وہ پادشہ حسن مہربان ہوتا
پر ہما کا میرے سر پہ سائبان ہوتا

زمینیون پہ مثل گرمین حکمران ہوتا
میرا دماغ تو بالاے آسمان ہوتا

ہر ایک سوال کا مینے جواب نیک دیا
زبان بد کبھی رکھتا بہت زیان ہوتا

بگڑ کے جلد مین سد ہر اطفیل صحبت نیک
وگرنہ عمر کا سرمایہ رایگان ہوتا

ہر یک جوان کی دنیا مین قدر کرتا چرخ
گر ابتدا سے وہ مخلوق نوجوان ہوتا

جناب قیس پہ ظاہر اگر یہ ہوتا حال
کہ سوز عشق مین تن پوست استخوان ہوتا

تو زینہار نہ لیلیٰ مبتلا ہوتے
کوئی زمانے مین اُنکا نہ قصہ خوان ہوتا

ق

وہ دل ستان نے نکی کچھہ میری تن آسانی
وگرنہ مین ہی نقے اُسپہ جان فدان ہوتا

جہان مین جسکے تئین قید آب و دانہ ہوا
وہ آب و دانہ کے پیچھے ہی بے سر و پا ہوا

جسے کہ حسن کا سودا سے عاشقانہ ہوا
نصیحت اور ملامت کا وہ نشانہ ہوا

خیال قامت و رخسار و زلف و ابرو چشم
یہ پانچ شے کے تصور کا سر خزانہ ہوا

کبھی تو سر پہ میرے آتے جاتے رکھتے پاؤن
لگے کیون مرا سر سنگ آستانہ ہوا

سوا سے موت کے کوئی شفا نہین مرتا
وجود کیا ہی مرض کا کہین بہانہ ہوا

سخی نہوگا کوئی مثل راجہ چند و لعل
کہ جسکے خیر کا ہر شہر مین فسانہ ہوا

پری شیشہ میرے دلمین اُسکی یاد ہی لیک
وہ مجھکو بھول گیا اے نقے زمانہ ہوا

کرون گزر کہ مین باغ و بہار اور لالہ و گل کا
تصور میکشان کرتے ہین رقص اور ساغر مل کا

صبا گر باغمین ملجاے تجھکو لاشہ بلبل کا
کفن رنگین دیکر دفن کر پیراہن گل کا

وہ مست بادہ خوبی کسیکے گھر مین ہی مہمان
کہ ہی ہر ایک صراحی سے بلند آواز قلقل کا

ذرا تو بام بالا پر زلیخا دیکھنا چڑھ کر
تماشا اپنے یوسف کی سواری کے تجمل کا

ہوئی خاطر پریشان گرد و پیش احباب کے دیکھ
پڑا جو اُنکے چہرہ پر اُلجھہ کر پیچ کاکل کا

نہ سمجھو سرد ہرگز تیر گفتاری کو اے صاحب
کہ خرمن آتش اک دم مین کرتا کام ہر کل کا

برآمد شعلہ ہوجاتا ہی جون خورشید عالم مین
اگر ذرہ گرے باروت مین گر شمع کے گل کا

میرے سیلاب عصیان کو نہایت جنبش ہی بارب
کہین خانہ نہ ٹوٹے مغفرت کے ناگہان پل کا

نہ اٹھی جو فلک سے شئی ہوا اُسکا بشر نامل
بجا ہی گر کرے انسان لاف اپنے تحمل کا

خدا کی رہ مین زاد و راحلہ کیا مجھکو حاجت ہی
سوائے صبر کے پس ای نفی توشہ توکل کا

ہرچند نخل عمر کو ہی پھول و پھل لگا
پر کیا خوشی کہ ساتھہ ہی خوف اجل لگا

ای ماہی اسقدر تو غذا پر نہ دوڑنا
دریا کے قطرہ قطرہ کے ہی ساتھہ گل لگا

تا نفس واپسین نہین جاتا غم جہان
جاری یہ سلسلہ ہی کہ جون نل مین نل لگا

ظالم کو کب ہی سوزش دل پر کیے رحم
وہ جانے روشنی کا یہ کوئی کنول لگا

دنیا مین ای نفی مین جیا سو برس ولے
دکھہ اسقدر ہوے کہ نہ جی ایک پل لگا

زندہ گر دم سے تیرے قالب بیجان ہوگا
کیون نہ اعجاز مسیحا کا نمایان ہوگا

برخلاف رہ دین جو کرے یک چال آغاز
ضایع اُس شخص کا انجام کو ایمان ہوگا

دیکھکر یار کے پانخوردہ لبون کو واللہ
منفعل کیون نہ ہر یک لعل بدخشان ہوگا

اشک جاری ہین ولے غم کی گھٹا ہی معدوم
ایسا ہرگز نہ برستا کہین باران ہوگا

قبر عاشق پہ جو حیرت مین رہے بہہ جانے
دفن اس جاے تن دیدہ حیران ہوگا

جو کہ دنیا مین کسی وضع کا مذہب نہ کیے
وہ نہ ہندو نہ وہ گبر اور نہ مسلمان ہوگا

جسکی تقدیر مین ہو کنج نشینی قفس
پس اُسی سمت کو وہ مرغ پرافشان ہوگا

کہتے ہین یار سفر کرتا ہی یا وصف فراق
حیف اب دل کو میرے درد و چندان ہوگا

غم نہین سینہ پر داغ مین دکھلا دونگا
چشمہ چشم سے جب سبز گلستان ہوگا

آسمان صاف ہی تارے جو نظر آتے ہین
عکس آنگن کسی رخسار کا افشان ہوگا

ای نقی مغز کہ عشق وہ ہی آتشبار
کہ جگر آب ہی پیہان گرچہ وہ سندان ہوگا

جو ہو گیا عزیز خدا کے حضور کا
ہوتا نہین حساب ہی اسکے قصور کا

اپنے کو جب کہ پست کیا انکسار سے
رتبہ بہت بلند ہوا کوہ طور کا

کیا حکمت خدا ہی کہ جسکو کیا رفیع
حتم کر دیا ہی کہ اُسکے تئین سر غرور کا

مین ہون وہ مست بادہ فا لوا الی بلی
آواز کچھہ سنونگا نہ محشر کے شور کا

عاشق ہون مین جمال پہ اپنے کہ ہون جمیل
مشتاق زینہار نہین شکل حور کا

دنیا کے مشغلون مین کیا جب کہ غور مین
طاعت سوائے کام نہ دیکھا ضرور کا

تیغ اجل کا وار پڑے جسپہ کارگر
پھٹتا اُسی کے واسطے ہی زخم گور کا

نزدیک میرے بیٹھ گیا جب وہ مہ جبین
مضمون پاس آنے لگا دُور دُور کا

محتاج مہر و مہ کے نہ پرتو کا ہو کبھی
دیکھے جو کوئی شعشہ یک اپنے نور کا

شرب مدام سے جو ہوا آج پاک یہان
کل مستحق ہوا ہی شراب طہور کا

پرہیز ہر زبون سے کیا خود نجود نقی
نازان ہون مین جہان مین اپنے شعور کا

مشتاق ہون مین اُنکی شب و روز دید کا
پیش نظر ورق ہی کلام مجید کا

جی بھر کب گلے مین لگون اس نگار کے
آجاے جلد بار خدا روز عید کا

صندوق سرخ کی کشایش محال ہی
رکھا ہی اُسپہ قفل خدا بے کلید کا

حاجت نہین ہی مرشد صاحب کمال کی
درکار اعتقاد ہی صادق مرید کا

مرقد پہ میرے سبزہ چڑہانا بجاے گل
کشتہ نقی ہوا ہی خط نو دمید کا

دل میرا داغ محبت سے جو گلذار رہنا
واہ اب خوب طرح سیر گہ یار رہنا

مسکن اپنا جو تیرا سایۂ دیوار رہنا
روز ہر شام کو تو طالع سحر ایکبار رہنا

کس سے تشبیہ مین دُوں اُسکی کف پا کے تئین
اگیا گل بہی اگر ریشہ ہر یک خار رہنا

خال رخ دیکھہ کسیکا مین پڑا چکّر مین
گرد اس نقطے کے گویا خط پرکار رہنا

رخ بتا برقع سے پہر اُسکو نہ پنہان کیجے
دن دیے کو میرے جانان شب تار رہنا

برہمن ڈالے ہی نوکا ہے کو گردن مین جنیو
رشتۂ رگ نہ تیرا کفر سے زنار رہنا

کوئی یوسفؑ سے پیدا ہو ہی دنیا مین حسین
کوئی مانند زلیخا نہ خریدار رہنا

وہ جہایا ہون مین آنکہون مین شبیہ دلدار
کہ جدہر دید کیا عکس رخ یار رہنا

مینے ٹہنڈی سی کہا شوق کی آتش ہے تیز
خشم آلود وہ تہا پہر اور بہی انگار رہنا

دل میرا لیکے وہ ظالم نے کیا سوگ مکڑے
خیر اب نذر ہی یہہ گجرہ کہ یادگار رہنا

اے نقے شکوہ مکر رنج جہان کا زنہار
باغ ہستی مین کوئی کب گل بیخار رہنا

عید ہی ہمکو تمہارا روے روشن دیکھنا
دیکھنا جب منھہ تمہارا پہر نہ گلشن دیکھنا

دیکھنا کیا آدمی کو اُسکے اوصاف جمیل
شکل کی پاکیزگی رنگ و روغن دیکھنا

وحشت دل کا کرون مین کیا بیان اے ہمنفس
ہوگیا چاک گریبان تا بدامن دیکھنا

جانتے ہین نفس دشمن ہر یہ رکہتے ہین دوست
کسکو آتا ہی اسی مانند دشمن دیکھنا

قول اطفال ہی کہ بابا کہیلنے ہی دو ہمین
کسکو ہوتا ہی میسر ہر لڑکپن دیکھنا

کیا جنون کو دیکھنا اے ناخدا حیرت کے ساتھہ
رقص مین اُس پہ جین کا دور دامن دیکھنا

تیغ ابرو کہینچکر آتے ہین وہ میدان کے بیچ
تن سے ہوتی ہی جدا کس کس کی گردن دیکھنا

خوشنما سیر اس مسی آلودہ لب کی بس ہمین
باغ مین کاہیکو جا کلبرگ سوسن دیکھنا

ماجرائے دہر گر چاہے تو افسانونکو دیکھہ
آسمان کیا کیا کیا ہی مکر و فن دیکھنا

روز ایک آفت ہی دنیا مین دکھلاتی مجھے
صرف نادانی ہی یہان اپنے کو ایمن دیکھنا

ای نقی تیر مژہ سے اُنکے سینہ چھد گیا
دیکھئے کیا سیر دکھلاوے یہ روزن دیکھنا

چہرے پہ تیرے یار جو کاجل کا تل بنا
کیا دانۂ فریب ہے مرغ دل بنا

پہونچونگا میں حضور مین الفت کی راہ سے
گہر تو ہزار دور کہ یا متصل بنا

پہولا ہون مین خوشی سے تیرے آگے پیشوا
ای یار کر دل سے نہ اس گل کو گل بنا

پیسا کسیکو اسنے جلایا کسیکو ہے
زیر سما جو موم کہ پتھر کی سل بنا

سما ب عشق جسکو یہان پشتبان ہوا
واللہ وہی جہان مین آئینہ دل بنا

کرتے نہین ہین عاشق و معشوق افتراک
اِنکا سرشت روز ازل سے ہی مل بنا

گر غم ہی کہ بام پہ اُسکے عروج ہو
ہان ای نقی تو آپ کو مانند ظل بنا

ڈہونڈتے جسکو پھرے ہم وہ ہمارے گہر مین تہا
جان کے مانند تن اور مثل دل کے بر مین تہا

سچ کہو ای برہمن تو پوجتا جس بت کو ہی
سب جگہ موجود ہی وہ کیا فقط پتہر مین تہا

دیکھتا تہا وہ مجھے اس سے تہا مین بیخبر
میری نظر و نے نہان میری دو چشم تر مین تہا

نفس تا غالب تہا مجھپر اور مین مغلوب نفس
رات دن گویا کہٹکتا خار یک بستر مین تہا

اگیا ز یر سما جو دیکھکر یہہ شش جہت
فرط حیرت سے ہمیشہ عالم شش در مین تہا

راز حق پہونچا ہمین سینہ بسینہ ای نقی
زاہد اُلٹا تا ورق اور دیکھتا دفتر مین تہا

خدائے پاک ہی مختار کل اپنی خدائیکا
اُسیکی ذات کو لایق ہی دعوی خود نمائیکا

خدا تاب جلال اپنا کسی مین جب نہین پایا
صفت کو کرکے ظاہر خود لیا پردہ خفائیکا

پہنچنا فہم کامل کنہ باری مین بہی ہی ناقص
ہماری عقل کو مقدور ہی وہان کب رسائیکا

ہم اپنے کو نہین دیکھی خدا کو خاک دیکھین گے
خدا کو دیکھنا کہنا ہی کیا لڈو مٹھائیگا

نقی تو ہو لجا اپنے کو گر اللہ کو پانا ہی
یہی ہی راستہ بے شبہہ و شک دل کی صفائیگا

ہر یک بشر کو مین یہان بندۂ شکم دیکھا
جو بندگی مین خدا کی ہو بندہ کم دیکھا

یہانکا شہد جو چکھتا ہی مر ہی جاتا ہی
جہان کی شیرینون مین تمام سم دیکھا

فغان بلبل و شبنم کی اشکباری ہی
خوشی کہان ہی چمن مین تمام غم دیکھا

فلک کے ہاتھ سے نے شاہ نے گدا کو چین
دور و چرخ کا ہر ایک پر ستم دیکھا

زمانہ پھینکتا ہی سنگ تفرقے کا مدام
جہان دو شخص کو یکجاے پر بہم دیکھنا

نقی حیات جہان کا کچھ اعتبار نہین
جسے وجود ابھی تھا ابھی عدم دیکھا

یاد حق سے جسکا یکدم رائگان ہو جائیگا
شش جہت مین اُسکو مرنیکا فغان ہو جائیگا

جو نظر سے اپنے غائب ہر زمان ہو جائیگا
حشر تک حاضر رہیگا گو نہان ہو جائیگا

توبہ کر زمانہ پیری مین بھلا کیا لطف ہی
آفرین ہر اُسپہ تائب جو جوان ہو جائیگا

دیکھکر سرسبز باغ دہر کو مت کہا فریب
یہ چمن پورا نہ دیکھے تک خزان ہو جائیگا

پاس کہہ انفاس کی ایدل یہہ ہی آب حیات
کوزہ جب ٹوٹا تو یہ پانی روان ہو جائیگا

قصۂ شیرینیان پڑھتا ہی جیسا تو کہ اب
ایک دن تیرا بھی کوئی قصہ خوان ہو جائیگا

ناز کیا کرتا ہی سرمہ کو لگا زیر فلک
ایکدن سرمہ ترا ہر استخوان ہو جائیگا

نقی باز آ نہ تو ز نہار و عظ و پند سے
غم ہی کہا کوئی اگر خاطر گران ہو جائیگا

ہوا ہی تاب غم سے سو کہہ کر جسکا تن ہلکا
وہ پہنے جامۂ ابریشمی کا پیرہن ہلکا

کماں ناتوانی سے جو کرتا ہی سخن ہلکا
تو سامع کانکو پہونچاے اُسکے تا ہین ہلکا

بدن سے جسکے نکلی جان جیسا یار تھا اسکی سے
اُسے آہستہ دینا غسل پہنانا کفن ہلکا

شگاف قبر میں جن پھول کے سے لاش کو اسکی
غبار آسا چھنی مٹی کو چھڑکے گور کن ہلکا

چڑھانا عطر و عنبر ارگجی کی جاے تربت پر
رہے اک پھول کوئی چن کے قسم یاسمن ہلکا

مزار ناتوانکو طاش کی پوشش کی کیا حاجت
غلافِ نور مہر و ماہ بس ہے جالیوں ہلکا

مزار و نہ سبب کیا عود جلتا اور اگر بتی
کہ تا پہونچے دماغ روحانیو نکو خوشبو چمن ہلکا

مراد اپنی کوئی مانگے تو عرضی لکھ کے لٹکا دے
سوال ارباب مطلب کا ہی ہوتا حسن ظن ہلکا

کسیکا بار احسان کب اٹھانے ناتوان لائے
رہے جون مشک پر باد انکا کاندھو نپہ پیرہن ہلکا

صبا تاکید کر مرغو نکو میدان خموشون مین
دم پرواز گر بولو تو ہی نزاع فرغن ہلکا

سبک ہونا اگر چاہے تو طاعت اور ریاضت کر
یہین ہوتا ہی بار جسم بی رنج و محن ہلکا

عجب کیا گر فنا ہو جاے عاشق سوز الفت سے
کہ جلتی سر سے پہونچی پانون تک شمع کہن ہلکا

پڑی نفرت ہی بوے تیر سے نازک دماغون کو
گران قیمت یہی آگے انکے ہی مشک ختن ہلکا

نقی گر کوئی قبر نا تو اپر فاتحہ دیوے
رہے آہستہ ہات اور انگلیو نکا بی وزن ہلکا

ردیف باے موحدہ

ابرو ے یار ہی خم محراب کا جواب
یا کوئی ہی یہہ تیغ سیہ تاب کا جواب

روشن ہوا مکان میرا روے یار سے
چہرہ ہی اس صبیح کا مہتاب کا جواب

دریاے علم ہی میرے سینہ مین موجزن
حاضر ہی میرے دلمین ہر یک باب کا جواب

مضطر جہان مین دل عشاق کی طرح
سیماب ہی فقط دل بیتاب کا جواب

دھوتا ہی سو کتاب گناہونکی ایک اشک
دنیا مین اسکی نقی نہین اس آب کا جواب

ہوئی معلوم مجکو شانِ حباب
ایکدم ہی قیام جانِ حباب

سر نکالا اور اک نفس ناچا
غیب پل مین ہوا نشانِ حباب

زندگی بہی ہماری بے شک و ریب
بحرِ ہستی مین ہی بسانِ حباب

کیا بہروسا حیاتِ دنیا کا
جسپہ ہر دم رہے گمانِ حباب

ای نقی بس میری نصیحت کو
ناصحِ بے زبان زبانِ حباب

شراب کرتی ہی دنیا کے سارے کام خراب
اگر ہی شاہ تو ہوتا ہی انتظام خراب

شراب پی کے اگر کوئی لے خدا کا نام
رحیم بولے تو ناخوش ہی اور رام خراب

شراب مین کئی نقصان ہین نظر کیجے
ہی پہلے دام پیس نام اور کلام خراب

شراب پی کے جو بیہوش رہ مین گر جاوے
تو اُسکو کہتے ہین سب لوگ خاص و عام خراب

شراب خوار اگر ہو غریب یا کہ غنی
نشہ مین جو وہ پڑا ہی تو احترام خراب

خراب چیز ہی مَی میکشی سے باز آؤ
نقی جو عقل کو کھووے وہ ہی حرام خراب

یا الٰہی کہین ہو جاے یہہ دن شام شتاب
تا ملے یار تو ہووے مجھے آرام شتاب

وقت رخصت کا دنیا سے کسے ہی معلوم
ٹھیک ہی چلنے کا ہو جاے سرانجام شتاب

پیٹ گہری ہوئی اُجلے ہوے جب ریش و بروت
جانیے آگیا اب موت کا پیغام شتاب

رستگاری ہوا ہی لطف سے تیرا ساقی بخت
بیخود دیکا مجھے دیدیوے ایک جام شتاب

ای نقی بندہ سی حق حق ہی وہ بندہ راضی
جو بجا لاے خداوند کے احکام شتاب

ردیف تای فوقانی

کہو نہین دل کی حقیقت کہ یا جگر کی بات
یہ دونون جمع ہین سن نفس بدگہر کی بات

چھپاؤ بہید کو افشا ہو سو ضرر کی بات
غضب ہو گر گئی باہر کسیکے گہر کی بات

کہے اگر کوئی یک نکتہ بال سے باریک
مین جانتا ہون کہ ہو کوئی مو کمر کی بات

لکیر جیسی کہ مٹتی نہین ہو پتھر کی
ہو دل پذیر یونہین صاحب اثر کی بات

نہ شہد مین ہو وہ لذت نہ نیشکر مین ہو
مزہ مین جیسی ہو میٹھی وہ لب شکر کی بات

سبھی گراتے ہین مفلس کی بات کو نیچے
ہر ایک جاے پہ اونچی ہو اہل زر کی بات

وہ آدمی ہو جہنم کا کوئی انگارہ
کہ جسکے مُنہہ سے نکلتی ہو شور و شر کی بات

وہ کہلکہلا کے ہنسی ہو عجب یہ بیہدی
سنے کسی سے اگر میری چشم تر کی بات

بچاے غیر کو جو کر کے آپ کو مجروح
ہو اس بشر مین مگر سینۂ سپر کی بات

وہ مہ لقا کو ندو چاند سے کبھی تشبیہ
کہ انکہہ ناک نہ کہے ہو کیا قمر کی بات

کوئی کسیکا پسر یا غلام بن جاوے
نہ آئے غیر مین ہرگز کبھی پدر کی بات

ملایمت سے سخن کیجیے کہ مرہم ہو
کلام سخت مین ہو صرف نیشتر کی بات

لقمی فراغت ایام کو غنیمت جان
گیا سو وقت پہر آتا کہان کدہر کی بات

نہین ہو عجب مجھے یہہ نہین عجب کی بات
ہمیشہ حال یہی ہو میرا نہ اب کی بات

سخن وہی ہو کرین جسکو سب پسند لیک
نہین نکلتی ہر یک مُنہہ سے ایسے ڈھب کی بات

مدام دنکی ملاقات کا وہ کرتے ہین ذکر
زبانپہ لاتے نہین زینہار شب کی بات

خلاصی حشر کی چاہے تو نیک کر اعمال
نہ پوچھتا کوئی وہان حسب و نسب کی بات

سخن تمہارا شکر پارہ سے نہین ہو کم
فدا نبات ہو شکر تمہارے لب کی بات

نچھوڑ خط مراتب کو زینہار اے دل
کہ مین رند قہ ہو مرد بے ادب کی بات

ہوئی ہو سعدی شیراز پر بلاغت ختم
ہو خوشہ چین اُنہین کے جہانمین سب کی بات

حواس و ہوش ہی جبتک درست کچھ کہہ لے
کہ معتبر نہیں ہی مرد جان بلب کی بات

نقی جو وعدہ کرے اور اُسے وفا نہ کرے
تو ساری بات نہیں ہی یہ بھی ایک گپ کی بات

اعمال جسکے نیک ہین انجام ہی درست
دونون جہان مین اُسکا ہر ایک کام ہی درست

تشبیہہ گر غلط ہی تو مین کہنیچتا ہون میم
زیر خم اُسکے زلف کا اک لام ہی درست

ہین پختہ کار خوار تعجب کی جاے ہی
ہر جاے پر معاملہ خام ہی درست

کیون مُنہہ سی فحش بکتے ہو کیون توڑتے ہو دل
دنیا مین کب طریقہ دشنام ہی درست

کیا مجہہ سی پوچہتے ہو نقی اُسکے چشم و لب
مصری یہ ہی درست، وہ بادام ہی درست

غیر کوشش کے ہو نہ کام درست
بے دلی کا نہین سلام درست

شان مین جسکے آئی ہی لاخیر
کب وہ ہوتا ہی زشت نام درست

خوبرو گرچہ ظلم کرتے ہین
پر اُنہین کو ہی قتل عام درست

خاص نوشیروانیہ ختم ہوا
عدل و انصاف خاص و عام درست

تم مسلمان ہوے نہ تم ہندو
کب کروگے رحیم و رام درست

جس جگہ سے کبہی نہو اُٹہنا
ایسی ہی جاے پر مقام درست

اے نقی زندہ ہی وہ بعد مرگ
جو کیا زیر چرخ نام درست

خوش مجہکو اندنون نہین آتی کبہی بات
ناخوش ہی جی کسی سے کرون کیا خوشی کی بات

کرتے ہین ٹکڑے ٹکڑے کلیجہ کو سنگدل
جاہل کی بات ہیرے کی ہوتی کنی کی بات

مفلس ہی مالدار نہین ہی حریص مال
آتی کہان ہی شہہ مین فقیر غنی کی بات

تعریف لالہ اور گلی سوسن کی مت کرو
اُنمین کہان ہی یار کے پان اور مسی کی بات

نادان دوست دشمن دانا سے ہے زبون
کہتا ہے یہ سدا رکے وہ برہمی کی بات

قصہ ضرور ہوتا ہے پیدا دو شخص مین
کوئی اگر کسی سے کرے کچھ ہنسی کی بات

بزخاستہ مزاج ہے جو سب سے اے نقی
کرتا ہے کب کسی سے ذری دل لگی کی بات

ردیف ثانی مثلثہ

مالدارون کی بزرگی ہے درم کے باعث
نامور ہوتا ہے انسان کرم کے باعث

دبدبہ شاہ کا ہے جاہ و حشم کے باعث
تاج اور تخت شہی تیغ و علم کے باعث

چاپلوسی سے کسیکے مجھے کیا مطلب تھا
کیا ناچار یہ کمبخت شکم کے باعث

جانتا کوئی نہیں مجھکو کہ مین عاشق ہون
راز یہ فاش ہوا دیدۂ نم کے باعث

گر ترقی کہ تنزل ہو کسی کے گھر مین
سب یقین کرتے ہین ہر کوئی قدم کے باعث

لیک مین ایسے سخن کو نہین کرتا اقبال
اوج طالع سے ہے یا بخت ذرم کے باعث

اے نقی مین نہ ہنسا اور نہ رویا زنہار
عیش و نیلکے لیے بیش و نہ کم کے باعث

نہین ہے خالق اکبر کا کوئی کام عبث
ہر اُسکے کام مین اپنا خیال خام عبث

جو راہ پر نہین گر سو برس چلا جاوے
وہ مفت عمر کو کھویا ہے اور حرام عبث

ہزار فائدے ہین میرے ایک سخن مین بیحد
سراب وار نہین ہے میرا کلام عبث

ہوا ہے قیس و لیلیٰ کے عشق مین محکم
کہ جسکو کہتے ہین مجنون نہین یہ نام عبث

کوئی تو ماہ جبین بام پر نکلتا ہے
کہ زیر بام نہین ہے یہ اژدحام عبث

خیال رخ ہے نقی اور کبھی تصور لب
نہین گذرتے ہین میرے صبح و شام عبث

ردیف جیم عربی

نازک ہی اندو نہین بہت آپکا مزاج
گل کی مشابہت سے بہی ہوتا خفا مزاج

عادت نکر زبان کو دشنام کی مدام
ہرچند نیک ہو تو کہین گے بُرا مزاج

جس آدمی سے بخش سوا کچہہ نہو حصول
وہ آدمی کی شکل ہی اور اژدہا مزاج

دنیا مین خوبرو یونسے ہی دل لگی عبث
مانند طوطیون کے ہین یہ بیوفا مزاج

اے شعلہ رو پہرتے ہو کیون میری بات پر
کیا آتشین مزاج ہو تم ہم ہوا مزاج

سنتے نہین زمینیون کی عرض وہ کبہی
جنکا رہے غرور سے فوق سما مزاج

جینے کا حظ جہان مین ہی اے نقی جبہی
تا زندگی درست رکہے گر خدا مزاج

جہان مین گرچہ نہین صاحب ہنر محتاج
اگر ہو قسمت بدپس ہی در بدر محتاج

خدا نے ایک کا ایک کو کیا ہی دست نگر
ہی اخذ نور مین خورشید کا قمر محتاج

ذلیل و خوار حقارت سے کرتے ہین منعم
کسیکو بارِ خدا مت کسیکا کر محتاج

طبیب لاک دوا دے مرض نہین جاتا
ہمیشہ حکم مؤثر کا ہی اثر محتاج

جمال جان نہین دکہتا ہی خوابین بہی ہمین
ہی دیدہ باز صفائی کی یہ نظر محتاج

جزا امتحان کے ہوتی نہین ہی قدر ہنر
نقی پرکنے کا صراف کے ہی زر محتاج

ردیف جیم فارسی

یکدل و سودی امر ہی مشکل جہان کے بیچ
دو تیر مختلف نہین چلتے کمان کے بیچ

انجام کارخانۂ دنیا تباہ ہی
سو بار آچکا ہی میرے امتحان کے بیچ

یکدم نہین قرار ہی اس دور چرخ کو
کیا ہمکو ہو قیام زمین آسمان کے بیچ

انجام پر ہے جسکے نظر وہ جہان مین
رہتا ہی یون اداس کہ جیسا خزان کے بیچ

ردیف حامی مہملہ

دل پھنس گیا ہی دام مین گیسو کے بیطرح
سیو بیچ اسپہ پڑ گئی ہر مو کے بیطرح

شمشاد و سرو باغ مین شکل پری نہ تھے
دیوانے ہین وہ قامت دلجو کے بیطرح

مشک خطا ختن کو مقابل پہ لائین گر
ہونگے فدا وہ طرہ خوشبو کے بیطرح

حرص و ہواے نفس کو مغلوب رکھہ نقی
ہر چند ہین یہ درپی قابو کے بے طرح

دو کینہ ور مین اگر ہو ہزار بار صلاح
تو لگے ذہن مین رہتی ہی کارزار صلاح

کہا بزرگون نے ہی صلح جنگ سے بہتر
دلیک جنگ کو سمجھے ستم شعار صلاح

ہوا اگر نہ چلے پت جھڑی کے باغ کے بیچ
فسردگی کو ندیگی کبھی بہار صلاح

گر ایک سے نہ برآمد ہو کام دنیا کا
تو وہ شریک کرے اپنے ساتھہ چار صلاح

نقی جہانسے سبکدوش چلیے آخر کار
کہ راہ چلنا ہی دشوار کب ہی بار صلاح

ردیف خامی معجمہ

ہرگز کسی سے دلا قیل و قال تلخ
ہر گفتگوے تلخ کا انجام حال تلخ

شیر و شکر سہی ہر کی دلبستگی مدام
کرتی ہی آدمی کو دم انتقال تلخ

قیمت ہر ایک جنس کی ہی مشتری کے ساتھہ
گر قدر دان نہو وے تو ہی ہر کمال تلخ

دل خوش ہے تو خوش ہی ہر ایک پوشش و خورش
بیمار کو ہی ترش غذا اور شال تلخ

شیرین ہر عیش اہل فراغت کے واسطے
زندانیونکو عید کا بھی ہر ہلال تلخ
قارون کے واسطے ہوئی دولت بلائے جان
بر ہم تمام عیش ہوا اور مال تلخ

لب بستگی طلب سے نقی ہر مزے کی بات
مشہور یہ مثل ہر کہ شکل سوال تلخ

ردیف دال مہملہ

اے محتشم عمارت دنیا نہ کر بلند
مشہور ہر جہان مین گرتا ہر گہر بلند
ہر عاجزی ضرور بزرگی کے واسطے
دانہ ملا جو خاک مین کرتا ہر سر بلند
شیرین کلام چاہیئے بالا کرے نشست
مطبوع ہر ہر یک کو قد نیشکر بلند
چھوٹونکو سر چڑہاے سے کچھ معصیت نہین
دوش پدر پہ ہوتا ہر اکثر پسر بلند
گردن کشی نہ کیجیے گردن بچایئے
کرتے ہین قطع ہووے جو شاخ شجر بلند

بالا روی ہر ترک تعلق سے اے نقی
اڑتا نہین ہر مرغ کبھی بستہ پر بلند

ہر جہان مین ہر یک کو جا پسند
لیک بندہ کو ہر نباہ پسند
ہر عزیز جہان خوشی خندہ
ہر مجھے گریہ اور آہ پسند
مغفرت کی اُمید ہر ورنہ
نہ کرے پھر کوئی گناہ پسند
دن کو معشوق دوست رکھتے ہین
عاشقون کو شب سیاہ پسند
وہی نوشیروان عادل ہر
جو کرے دادِ دادخواہ پسند

اے نقی عیب کو ہنر جانو
گر کرے طبع پادشاہ پسند

نہین ہر زیر سما جب ہمین امان جاوید
تو کیا ضرور ہر مضبوط ہی مکان جاوید

جو آدمی ہی سمجھدار بات کرنے مین
ہی اُسکو بسکہ نگہبانی زبان جاوید

جو مبتلاے مرض ہی مدام اُسکو بہار
ہزار بار بھی آوے تو ہی خزان جاوید

زمانہ سارا اِس انسان ہی پہ برسرِ صلح
کہ جسپہ خالق اکبر ہی مہربان جاوید

زمانہ یار اگر ہو تو اعتماد نکر
کہ اِسکی دوستی آخر ہی جانستان جاوید

نقی سنے ہر دمی دل سے پند و وعظ حکیم
کہلا ہی جسکا سعادت سے گوش جان جاوید

جہان مین آج ہی تحقیق گرچہ گھر گھر عید
ولے ہمارے ہی گھر سب جگہ سے بہتر عید

کہ مرہی نے ہی وُہ محبوب نغمسا رہی ہی
تمام ملک مین ایسی کہان ہی خوشتر عید

بعید ہووے اگر برسے یار مہ پیکر
خوش آئے کس کے تین روز عید کیدہ تر عید

ہمیشہ عید ہی دیدار یار رشک بہار
قسم خدا کی کہ بے یار ہی مکدر عید

ہلال ہی مہ شوال کا خم ابرو
نقی مشاہدہ اس خم کا ہی مقرر عید

کسی کے حال پہ کرتا ہی کب نظر بیدرد
طمانیت کی جگہ توڑتا کمر بیدرد

ہمیشہ باپ کو ہوتا ہی درد بیٹے کا
اگرچہ باپ کے ہووے سطے پسر بیدرد

سفر سقر ہی مسافر کو بیوفا کے ساتھ
نہ آے کام پہ زنہار ہمسفر بیدرد

کہے ہین عرف مین بہائی بہن کو اپنا جگر
جو کام کا نہووہ غیر ہی جگر بیدرد

جناب سید شہدا کا مرثیہ ہی پڑہین
تو زنہار نہووے گا چشم تر بیدرد

دو چار جان کو ہر روز مارتا ہی ضرور
جو اپنی طینت اصلی مین ہی بشر بیدرد

تمام رات نقی کوئی درد سے چلائے
تو زینہار کچھہ اُسکی نہ لے خبر بیدرد

بات اچھی ہی وہی جسکو کرین چار سپند
سقم اس بات مین ہی ہووے جو نا چار سپند

خود پسند اسکو ہوے میرے بہت کام خراب
جب ہوا تجربہ اب طبع ہر دشوار پسند

مختلف ہوتی ہر ہر ایک بشر کی عادت
کوئی شر دوست کسیکو ہی نکو کار پسند

کوئی مٹی مین گڑے کوئی چلے آتش مین
خاک خوش جانے کوئی کوئی کرے نار پسند

سیر عمر گذران کی مین کیا کرتا ہون
ہی مجھے زیر سمایہ دیوار پسند

ای نقی جو کہ سنیگا میرے اشعار دو چار
بول اٹھیگا کہ کیا مین نے تو بسیار پسند

ردیف ذال معجمہ

آگے تمہارے لب کے نہین ہی شکر لذیذ
شکر نہین نہ شہد نہ حلوا سے تر لذیذ

شیرین ہر ایک میوہ ہی اپنی بہار پر
لیکن دہان یار ہی آہٹون پھر لذیذ

کہتا ہی شوق اسکے سراپا کو چومیئے
ہی عضو عضو اُسکا تو سب پا و سر لذیذ

بات اُسکی ایسی میٹھی ہی گویا نبات ہی
زہرا سقدر تو نہین نیشکر لذیذ

تقریر ہر فصیح کی شیرین ہی ای نقی
دشنام خوبرویون کے ہین بیشتر لذیذ

ردیف را ی مہملہ

جب سے دیکھا ہون مین اُسکی سبز دامن کی بہار
خوش نہین آتی ہی مجکو کوئی گلشن کی بہار

گل فشان ہی گرچہ ہر ایک شمع روشن کی بہار
پر حقیقت مین ہی یہ واللہ روغن کی بہار

کرسی زر پر گر آ بیٹھے وہ گلرخ باغمین
ہو نضا دونی گلستان اور نشیمن کی بہار

اندنون پنہان ہین کایت اور کہتری ادگان
ہی عیان نظر و نمین طفلان برہمن کی بہار

ای نقی لیکر دیا دھونڈو جوانی کے تئین

لے گئی کیجا خزاں اس نازنین تن کی بہار

سبکرو حون کا ہی مسکن ہوا پر
کہلا ہی ابر کا دامن ہوا پر
سبکباری سبب ہی فوقیت کا
پہریرکا ہی پیراہن ہوا پر
تن سنگین اوڑے ہی تفوپ سے
کہ دوڑے گولہ آہن ہوا پر
مزاج گرم سرتا پا ہی آتش
ہوائی ہی شرر افگن ہوا پر
ہوا ہر دوست کے گھر کی نکہاؤ
نہ پہوکے پڑہ کے کچہہ دشمن ہوا پر

نصیؔ قدرت خدا کی ہی کہ بے پر
اوڑے ہی تیز ہر تو سن ہوا پر

لہو لعب مین عمر کو مت پا مال کر
دم بہر تو کوئی وقت مین فکر مآل کر
طمع دو شالہ اور نہ تمنائے شال کر
احسان کشی نہ سایہ یک مشت بال کر
رحم فلک پہ غرہ نہ عین قہر ہی
یکرو زمار ڈالے ہی یہہ پال پال کر
ابرو و خال تیرا ہی کافی برائے قتل
زیب میان و دوش نہ تلوار ڈہال کر
اللہ میرا غنی ہی جو مانگون سو دے مجہے
ایدل کسی بشر سے نہ ہر گز سوال کر
دنیا ہی وہ مغاک جو اس مین گرا موا
ہین کیون گرون کنوے مین بہلا دیکہہ بہال کر

وہمؔ سا میرا ہی وہ سنجیدہ ہی نصیؔ
مصرع سر یک سناتا ہی باطن سے تول کر

کوئی ہی یہان جمال پر مغرور ق اور کوئی ہی مال پر مغرور
لیک دونون ہی ہین زوال پذیر ہان نہ رہ اس خیال پر مغرور
ایک سے بے کمیل اور دو شالہ مرد نادان ہی شال پر مغرور
یک سے یک ہی جہان مین قابل ہم عبث ہین کمال پر مغرور
ایک دن دیکہتے ہین خون اپنا ہین جو تلوار ڈہال پر مغرور

رُخ پہ کاجل کا یک لگا ٹیکا
خوبصورت ہین خال پر معذور

مرگ چھالے پہ ناز کرتے ہین
اے رفقے ہم ہین کہاں پر معذور

حسن وہ جنس ہو جسکے ہین خریدار ہزار
پر خریدار ہمین اس شی کی ہین نادار ہزار

دل ہو اصاف تو آئینہ وہ عالم ہو تمام
گر کھڑی ہو وہین تیرے سامنے دیوار ہزار

مجھکو یاران عدم رفتہ کی یاد آتی ہو
دیکھتے دیکھتے سب ہو گئے اُس پار ہزار

ایکدل سیکڑون سودے ہون تو حیرانی ہو
دانے تسبیح کے چون پھیرے ہو اکتار ہزار

باد و خاک آتش و آب ایسے بڑے دشمن ہین
فتنے برخاستہ کرتے ہین یہی چار ہزار

اے رفقی جو شدنی ہو سو وہ ہوتی ہو ضرور
کوئی غافل ہوا یا کہ وہ ہشیار ہزار

ہرچند ہم تو کرتے ہین تدبیر دیکھکر
لیکن ہنسی خلاف ہین تقدیر دیکھکر

حکم قضا پہ سینہ سپر جو بنائے ہو
ٹلتا ہو کب مقابلہ تیر دیکھکر

کردن مین جسکے سلسلۂ شوق یار ہو
رنجیدہ کب ہو پاؤن مین زنجیر دیکھکر

بیمار سے طبیب کو ہو یاس پر ضرور
باطل ہر یک دوائی کی تاثیر دیکھکر

ہو احتیاط خنجر ابرو سے احتیاط
کوئی بچا نہ یہہ خم شمشیر دیکھکر

ہوتے نہین ہین خواب سے بیدار نہنگ
جور و تعدی فلک پیر دیکھکر

لڑکائی سے زمانۂ پیری تک اے رفقے
ہر وقت ہم وجود مین تغییر دیکھکر

ردیف زاے معجمہ

گیسوے دلستا کا ہو باقی اثر ہنوز
آتی ہو میرے مقبرہ مین بوے گل ہنوز

کاکل کا دہیان آنکھوں میں عالم ہر شام کا
باریک یہہ رات ہوتی نہیں ہر سحر ہنوز

گیا خاک اُڑتی رہیہ طائر دل عرش پاک تک
آلودہ غبار ہیں گربال و پر ہنوز

تیار قبر ہو گئی بسنا گیا کفن
صاحب اجل عجب ہر کہ ہر پیمبر ہنوز

روتے ہوے گذر گئی ہر ہر تمام عمر
ہوتی نہیں ہر خشک میری چشم تر ہنوز

نقارے بج رہے ہیں شب و روز کوچ کے
غفلت سے ہم جہانیں ہیں کور و کر ہنوز

تکلیف جان ہر جسم زر و سیم اے نقی
قارون تہہ زمیں ہے پر زیر و زبر ہنوز

مجھکو نصرت ہر نہ کنبل سے نہ کچھ مال عزیز
کیونکہ ارباب قناعت کو ہر حال عزیز

حالت گریہ میں آنکھوں پہ دھرا رہتا ہی
اس لئے ہر کس و ناکس کو ہے رومال عزیز

چہرہ عید رمضان کا یہ دکھا دیتا ہی
کیوں نہو خرد و کلان کو مہ شوال عزیز

اہل دانش کے تئیں علم و عمل دوست ہی بس
بیوقوفوں کو ہی دنیا میں فقط مال عزیز

آگہی اور کشش دل کے لئے شام و سحر
نازنین ساقیہ رکھے ہی وہ خلخال عزیز

زندگی فاقہ کشی ساتھہ سے مرنا بہتر
دور عالم سے رہے کون کرے کال عزیز

سینہ صافی جسے کہتے ہیں نقی حال ہی وہ
ہم نہیں رکھتے ہیں طوطی کی طرح قال عزیز

زر کے سب دوست ہیں اور سبکو ہی زر دار عزیز
قدردان جیسا کہ نوکر کو ہی سردار عزیز

روز بہتر ہی مگر رات میں ستاری ہی
ہر اسیواسطے عاشق کو شب تار عزیز

شوق شاہد کو ہی پیوستہ خود آرائی کا
کیوں نہو کا زر و سیم اور در شہوار عزیز

آدمی کے تئیں اربع عناصر دشمن
ایکدن جان کو لیتے ہیں یہی چار عزیز

اے نقی سبکو ہر اک چیز ہر دنیا میں پسند
شاعر و نے مجھے برجستہ ہیں اشعار عزیز

ردیف سین مہملہ

عذاب گور ہر انسان کو جہان کی ہوس
غذا سے خوش بدن و فربہ و توانا کی ہوس

دلا غذائے مرغن پہ کیوں ہو جی للچاتا
زبان بتائیگی یک روز یہہ زبان کی ہوس

اگر نہ ہووے عماری و پالکی کیا غم
کہ زیر خاک ہر آخر کو عظم و شان کی ہوس

ہزارون شخص یہان ہنستے ہنستے مر ہی گئے
جنہون کر سر مین جمی کشت زعفران کی ہوس

نفسی ہوا و ہوس ہر شباب مین اولے
گیا زمانہ و اب چھوڑ دو کہان کی ہوس

دانا کو ہر یک امر مین ہر ایک سخن بس
دیوانہ مطلب کو ذرا شنفتہ پن بس

محفل مین نہو جنکے متین طاقت تقریر
چون صورت تصویر رہے بستہ دہن بس

ہم منشا مولد کو نہین چھوڑ سکینگے ہرگز
ایمان کے آثار ہمین جب وطن بس

منہہ کہول نہ کچھہ بول نہو مفت فضیحت
عزت کو بچانے لئے یہہ چال چلن بس

اسباب جہان کرتا ہی کیون جمع اے نادان
دنیا سے نہ لیجائے گا جز ایک کفن بس

نفسی دل کو لگاتا ہی کیون باغ جہان سے
ہوتا ہی خزان ایک دو دم مین یہہ چمن بس

کہان سے لائی یہ ہستی ہمین کہان افسوس
نظر سے غیب ہوا گلشن جہان افسوس

کہان لطافت جان اور کدہر کساف تن
ملی ہی خاک مین مورتی کی کیسی شان افسوس

ہما و مرغ ہمایون گدا کو شاہ کرے
غذا ہی اسکی فقط خشک استخوان افسوس

بچین نگاہ سے ہم یا کہ نوک مژگان سے
کہڑے ہین رو بروے تیر اور کمان افسوس

کوئی بھی دن نہیں یا رب جہان مین صرف الفت کا
گیا ہی قافلہ عمر رائیگان افسوس

بہار گلشن ہستی عجب ہی جلد زوال
کہ پہونچی ہی عقب تازگی خزان افسوس

جسے نہ رنگ نہ صورت ہو کسطرح سمجھین — خدائے پاک ہمارا ہی بے نشان افسوس
زمین سنگلاخ تھی جو جگہ مین جہان کے بیچ — چھپے شگاف لحد مین وہ پہلوان افسوس
عزیز کہتے تھے ہم جان کو سمجھ کے رفیق — ولیک ہمکو رفاقت ندی یہہ جان افسوس

تمام عمر گئی نفس پروری مین نقے
ابہی طلب ہی ہمین لذت زبان افسوس

ردیف شین معجمہ

دل اگر خوش ہی تو باغستان ہی خوش — خوش دلی سے خانہ ویران ہی خوش
زندگی باقی ہو گر بیمار کے — جو کرو اسکے لئے درمان ہی خوش
اور اگر ہی مرنے والا آدمے — اسکو اس قالب سے ترک جان ہی خوش
ایک دن دو دن نہایت تین دن — تین دن تک ہر کسی کہین مہمان ہی خوش
اس سے زائد خویش بھی ناخوش ہی یار — بے حیا مہمان سے حیوان ہی خوش
جسکے گہر عورت سے ہی دزات جنگ — ایسی آبادی سے گورستان ہی خوش
جو بگاڑے آدمی کو آدمے — ایسے بد انسان سے شیطان ہی خوش

سفلہ خو سے اے نقی مت مل کبھی
مرد عالی ظرف کا احسان ہی خوش

دنیا مین ہر کسیکو ہی آرام کی تلاش — حاتم صفت فقط ہی مجھے نام کی تلاش
عاقل وہی بشر ہی جو آغاز کار سے — رکھے ہر ایک امر مین انجام کی تلاش
تصنیف کم ہی کم ہی گر اسباب زیبوی — تکلیف بیشتر ہی سرانجام کی تلاش
ایمان جسکو روز ازل مین ہوا نصیب — خلقت مین بس اوسیکو ہی اسلام کی تلاش
کیا عاقبت بخیر ہو اُس کم نصیب کی — جو غیر شر کیا نہ کسی کام کی تلاش

مضمون رنگ رنگ کے ہون کس طرح رقم
شاعر کو جب تئین نہوا قسام کی تلاش

پابند آب و دانہ کے ایسے ہین ہم نقی
شب کو صبح کی صبح کو ہر شام کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

نہ آئے کام پہ کچھہ بہر آب و نان اخلاص
دلون سے ربط اگر ہو تو ہے بجان اخلاص

کرے نہ دوست اگر کار دوست مین کوشش
تو اتحاد عبث ہے وہ اور کہان اخلاص

نہین وہ دوست جو کرتا ہے دوستی کا لاف
بلا کے وقت مین ہوتا ہے امتحان اخلاص

کسی زمانہ مین ظاہر تھی دوستی جانی
ہوا ہے صورت عنقا کے اب نہان اخلاص

وفا کی جاے پہ کرتے ہین بیوفائی لوگ
ہے اب کے مردون مین جمن سیرت زنان اخلاص

کرے فرار نہ کیونکر کجون سے راست مزاج
کہ تیر سے نہین رکھتی کبھی کمان اخلاص

نقی کسی سے نکر دوستی کو مستحکم
کرے ہے فرق فلک گرم ہو جہان اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

فرض ہے قرض محبت کی جہان مین مقراض
اگرچہ دکھتی نہین وہ وہم و گمان مین مقراض

تیز گفتار کتر والے ہے انسان کا دل
غیر محسوس ہوئے ہے یہہ زبان مین مقراض

خلعت سبز درختون کو جو کرتی ہے قطع
بت جاڑی سے ہے نہان باد خزان مین مقراض

رشتۂ عمر کو دن رات کترتی ہے مدام
یہہ دورنگی ہے مگر دست زمان مین مقراض

کوئی کترے کوئی ڈالے ہے جگر مین سوراخ
نقی تیر ہے دلدوز کمان مین مقراض

نے صبح سے غرض نہ مجھے شام سے غرض
بس روے خوب و زلف دلارام سے غرض

معشوق کے وصال سے عاشق کو کام ہے
نے اُسکی آفرین نہ دشنام سے غرض

منظور ہے کسی بھی طرح ہو یہ نفس رام
تکلیف سے غرض ہے نہ آرام سے غرض

راضی ہے جو رضاے الٰہی پہ رات دن
اُسکو نہین ہے گردش ایام سے غرض

مطرب ہے نے ہے بزم مین نے بربط و سیم بھی ہے
بس اے نقی نہ ساقی گلفام سے غرض

ردیف طاے مہملہ

کیا کرون مین خاک مخلوق جہان سے اختلاط
دل مین رکھتی ہے بیر ظاہر مین زبان سے اختلاط

کم نہین ہے زینت دنیا سراب دشت سے
جز نمایش اور کیا ہے عظم و شان سے اختلاط

دن بدن بوسیدہ ہوجاتا ہے یہ مٹی کا گھر
ایکدن سر پھوڑ لیتا ہے مکان سے اختلاط

آدمی ہم ہین تو کیا لیکن بہایم کی صفت
ہے ہمین پیوستہ شکل آب و نان سے اختلاط

اے نقی ہستی سے جلد اپنا مٹا نام و نشان
گر ترے جی مین ہے دائم بے نشان سے اختلاط

دیگر

سرد و گرم دیر سے ہے مجھکو اکثر احتیاط
زندگی دہر کا شاید ہے مستر احتیاط

جب ہوا طوفان کی اُٹھتی ہے تقدیر آپ سے
کر سکے کشتی کا کیا مقدور لنگر احتیاط

نیل مین فرعون کو آخر ڈبو مارا بخت
ہو سکا اُس سے نہ با انبوہ لشکر احتیاط

کثرت اموال پر مغرور جون قارون نہو
خاک مین بیٹھا دیا انجام پر زر احتیاط

جب قضا آتی ہے ہوجاتا ہے بلی کا شکار
مرغ طیران کا نہین کرتا ہے کچھ پر احتیاط

اے نقی تقدیر ربانی پہ جو مضبوط ہے
جانتا ہے خوب وہ ہر شی مین اثر احتیاط

ردیف ظاے معجمہ

اے یار نہو درہم و دینار سے محظوظ
مت ہو زر سرخ اور دُرِ شہوار سے محظوظ

ہر آج ہم دوست خدا جانے کہ فردا
ہو جاے جدا پسر نہو دلدار سے محظوظ

دن واسطے میرے ہر پریشانی خاطر
پیوستہ میرا دل ہر شب تار سے محظوظ

حیوان ہین جو علم و ادب و عقل ندیکھین
طوطی صفت اذہان کی گفتار سے محظوظ

صحبت سبب درد دگر ہو تو بلا ہے
بیمار رہے اگلے ہی آزار سے محظوظ

قسمت پہ نقی اپنی خوشی سے ہو رضامند
اندک سے خفا اور نہ بسیار سے محظوظ

ردیف عین مہملہ

جلتی ہر جو بالین پہ میری تا سحر شمع
مانند نگہبان کے آتی ہر نظر شمع

معلوم نہین کیا ہر عداوت کہ ہر اک رات
دیتی ہر چلا سیکڑون پروانونکے پر شمع

وہ بادلہ پوش آکے میرے پاس جو بیٹھا
بیساختہ آغوش مین آتی تہی نظر شمع

اک تاج زری رکھنے سے آفت یہ ہوئی ہر
جل جل کے فنا ہو گیا بادیدۂ تر شمع

منت کش مہتاب نقی ہم نہین زنہار
اک کرمک شب تاب ہر بس ہووے نکر شمع

ہمکو نہین ہر عشق مین کچھ جان کی طمع
پروائے جان نہین ہر نہ سامان کی طمع

وحشت زدے کو بستی مین لگتا نہین دل
اسواسطے ہر اس کو بیابان کی طمع

ہو جبکہ باغ سبز و بہار شگفتگی
لازم ہر عندلیب خوش الحان کی طمع

دست جنون سے جیب ہر گر چاک تار تار
کیا کام آئے گی ہمین دامان کی طمع

بس نان خشک اور نمک همکو اے نقی
رکھتے نہین ہین نعمت الوان کی طمع

ردیف غین معجمہ

ہر دہ جانا سے پاک چار باغ
پیرہن اور دست و پا رخسار باغ

ہو جہان گل پیرہن پر تو فگن
کیون نہووے پھر در و دیوار باغ

آئے گر میدان مین وہ رشک چمن
ہووے ہر یک کوچہ و بازار باغ

کس نے جوڑا دا کیا ہی باغ مین
آج ہی ہر سمت عنبر بار باغ

عاشق و معشوق جب ہون چار چشم
ہو شگفتہ نرگسین انظار باغ

موسم ہولی تو آنے دو نقی
دیکھہ لو ہر جامہ و دستار باغ

ہر ہمارا بس توکل پر دماغ
خوش ہی ہر قانع کا تحمل پر دماغ

مے پیا خالی ابھی ہو جائیگا
ہے عبث شیشہ کا قلقل پر دماغ

ای تو اگر سرکشی کو چھوڑ دے
عاریت ہی یہہ تجمل پر دماغ

حسن دولت ہی ولیکن بے بقا
پوچ ہی رخسار و کاکل پر دماغ

تار جب توٹا گل نغمہ کہان
ساز کا بیجا ہی بلبل پر دماغ

کوئے آزادی پہ غوش ہوای نقی
ہے کسیکو یہان تامل پر دماغ

گلشن مین صباحت سے کیکے ہر سمن داغ
او چشم خماری سے ہر نرگس ہمہ تن داغ

پیراہن گل دوز کا دیکھہ اسکے تماشا
خال گل لالہ سے رکھا دل چمن داغ

کر آتش رخسار کی حسرت ہر کہ ہر شب
محفل مین جلا اسکو ہے شمع لگن داغ

زلفین معنبر سے تیرے اے بت چینی
جل جل کے ہوا مشک خطا داغ ختن داغ

تحریر کروں یار کو گر سوز جدائی
ہو جاتا ہی نامہ مرا سر بسر ایک شکن داغ

کس طرح میں تعریف لکھون شعلہ رخون کی
گرمی سخن سے ہی نقے دست و دہن داغ

ردیف فاے معجمہ

توڑ کر دل کو جو کہتے ہو تقصیر معاف
نہین ممکن کہ چلا چلہ سے جسنے تیر معاف

مین سیانا تہا مجھے سب نے بنا دیوانہ
کہتے ہین پہنیے اب پانو مین زنجیر معاف

جسنے کی تیز زبان قطع ہوئی اُسکی چب
شوخی شمع کو نہین رکھتی ہے گستاخ معاف

زہر دیکر مجھے مارا ہی طبیب نادان
کون کہتا ہی دوائی تہی و دوا کر تیر معاف

سب کو معلوم ہی تقدیر بگڑ جاے اگر
گر ہین نادان تو بولین گے کہ تدبیر معاف

اے نقی ہی عمل خیر مین جلد تعجیل
اُسکو دم بہر نہین اوقات مین تاخیر معاف

مصروف یہان ہر ایک ہی تدبیر کی طرف
مین دیکہتا مدام ہون تقدیر کی طرف

ہی سرنوشت کوئی مری طفل یا جوان
شکوہ کبیکا کیا فلک پیر کی طرف

چپ ہو گیا دو قاب پہ جان کی طرح
دیکہا جو اُس انگار کی تصویر کی طرف

مانا کیا قبول نصیحت بجان و ہوش
رکہا جو گوش دل میری تقریر کی طرف

پس تیغ ابرو آپکی ہی قتل عام کو
کیون دیکہتے ہو پہلو مین شمشیر کی طرف

گردن مین طوق شوق رہے جس دیوانے کے
ناخوش نہین ہی دیکہہ کے زنجیر کی طرف

سینہ کو تا ہدف کرے کوئی اے نقے
دیکہے کب اُسکی یک نگہ تیر کی طرف

بے وجہ آدمی کو ہر بر یک سخن مین لاف
ہوتا ہی منفعل جو کرے انجمن مین لاف

باد صبا سے پنکھڑیان سب بکھر گئین
غنچہ نے پھول کر جو کیا پیرہن مین لاف

عیب و ہنر چھپا نہین رہتا پڑوس سے
چلتا نہین کسیکا ذرا ہی وطن مین لاف

ہر کوئی سرخ رو نہین میدان جنگ مین
مردانہ مرد کو ہی سزاوار رن مین لاف

زیور پہ زیب زیور جبینان ہی ست قا
در اصل ہی یہ داد خدا نور تن مین لاف

رہتے ہین زندہ صاحبدل بعد مرگ بھی
شایان لقے انہین کے لیے ہی کفن مین لاف

ردیف قاف

خدا کسیکو دکھاوے کبھی نہ شام فراق
اگر کبھی ہو جہان سے نشان و نام فراق

دو چار دوست جہان ملکے بیٹھتے ہو اپنے مین
جدا لی انمین ہی کرنا مدام کام فراق

اگر کسی پہ جدائیکا اسپ تاخت کرے
تو دست غیب مین پہر اُسکے ہی زمام فراق

ہمارے دل کو کسی سے اگر نہو الفت
تو وصل کی نہین خواہش ہی اور نہ نام فراق

ہوا ہی تجربہ بس روتے روتے مر ہی گیا
گر ایک دوست کا ایک دوست پر ہی دام فراق

لقے ابھی غم احباب کہا رہا ہی مجھے
کہ مندمل نہین ہوتا ہی زخم خام فراق

احمقون کو عیب ہی علم و ہنر کا اشتیاق
کب رکہے طبع بہایم سیم و زر کا اشتیاق

ہو گیا ہی ہر بال سے باریک جسم ناتوان
جب سے ہی دلکو میرے اس مو کمر کا اشتیاق

گور مین بھی چین سے سونے نہین دیگا ہمین
دل مین وقت نزع گر رہجاے گہر کا اشتیاق

مجھکو مانند گہن ہر شب نگلنے لگا
جب سے گہیرا گیسوے رشک قمر کا اشتیاق

کس بہروسے پر وطن کو چہوڑتے ہو اے جناب
بے ہنر کو سخت آفت ہی سفر کا اشتیاق

نفع نقد عمر کو مت کہو نہ پھر مثل ہوا
ہر جنس تاجر نجھے یہ بحر و بر کا اشتیاق

سیر مجمع تماشے سے ہر کیا حاصل نقے
چھوڑ دو باز آ جانے دو کہ ہر کا اشتیاق

شعر شاعر کا اگر ہو دگر سے فایق
کیا عجب ایک ہر زرد دوسرے سے فایق

شوق مین خالق اکبر کے جو آنسو ٹپکین
میرے نزدیک ہین وہ گنج گہر سے فایق

حال پر اپنے ہر یک چیز پہلی ہوتی ہر
گرچہ عنبر کی ہر بوئے اگر سے فایق

فوقیت جسکو خداوند عطا کرتا ہے
با ضرورۃ ہر وہ ہر یک بشر سے فایق

نور و ظلمت مین تفاوت ہر بہت لیک نقی
شام آرام کی ہر وقت سحر سے فایق

ردیف کاف عربی

ہر اُسکے رخپہ خال سے وہ گال مین نمک
جیسا کہ ہر سخن سے ہر مقال مین نمک

ساز نگ و ساز و نغمہ فقط کچھ نہین مزہ
ہنگام رقص دیکھیے ہر تال مین نمک

موتی کی لڑ نہین ہر پریرو کی مانگ مین
دونا کیا ہر حسن کو یہ بال مین نمک

کفش زری پہن کے جو نکلا وہ سیمبر
ہر ہر قدم پہ تیز ہوا حال مین نمک

زیور سے اُسکے ساق بلورین کو زیب ہے
آواز گھنگرو ونکی ہر خلخال مین نمک

ہوتا ہر زخم چاک تبسم نہ کیجیے
ہنسنا تو بس غضب ہر لب لعل مین نمک

ہر چیز مین
ہر چیز مین رکھا ہر خدا نے نمک مزہ
نیت ہر نیک ای نقے اعمال مین نمک

چرخ پر مہ نہین ہر یہہ قدح شیر ہلاک
عرعہ پیچ بندہا خواب مین جو دیکھی رات

مہر کا خط شعاعی بہی ہر شمشیر ہلاک
صبح کو لوگ کہے دیتے ہین تعبیر ہلاک

دن بدن اوج پہ ہو رشک کسی انسا نکا
چاہ سے چہ ہین گرانے کی ہی تدبیر ہلاک

بات جون پیشہ وارہ کے نکرنا زنہار
کہ مبادا کہین ہو جاے یہہ تقریر ہلاک

رزق کا سلسلہ فکر جو ہی دل کو مدام
ہاتھہ اور پانون مین گویا ہی پہنہ زنجیر ہلاک

ہی نقی مطمئن اس چرخ کی بازی سے نہو
جسکو پالا کیا اسکو ہی تہ تیر ہلاک

ہم نہ رہین تو کیا ہو غم تم رہو و یہان تک
گردش انجم و آسمان مہر و مہ و ہلال تک

یار کا قد ہی فتنہ زا حسن وہ ہی کہ مرحبا
ناز وادا ہی سو بلا وا ہ کہ بال بال تک

ایک جو نہیں نیک ہر دو نکی اصل ایک ہے
رنگ کا فرق لیک ہی کملی سے لیکے یشال تک

انکو تو روز عید ہی ہمکو غم شدید ہے
ایسے نسے کیا امید ہی جو نہین سنبھے حال تک

فرق زمین و آسمان کس مین کہون مین اے نقی
سمجہہ پہ ہو اہر بون عیان قال سے لیکے خال تک

ردیف لام مہملہ

ہو

ہو یا نہین ہے مجھے شاں سے ملال
ہونا نہونا ایک ہی کیا ماں سے ملال

ایک روز جب شکستگی تن ضرور ہی
مین کیون کرون شکستگی جاں سے ملال

کاجل کے نیل سے کیون ہو نہ خار خپہ سہ رو
ناظر ہی باغ حسن کا کیون خال سے ملال

بیگانہ ہو کہ خویش بہلائی کو دیکہ نا
ہی ہمکو آدمی کی بری چال سے ملال

کوئی بہی خوش نہین میری دانست مین نقی
دنیا کی ہر کسیکو ہی جنجال سے ملال

ہر سرکشی جہان مین صرفا بلہی کی چال
آتی خدا کو خوش نہین ایسی کسیکی چال

بازا جل سے جو کوئی غافل ہے دہر مین
چلتا ہی قہقہہ مار کے کبک دری کی چال

مت کر کسی کا عیب بہت عیب کی ہے بات
اور تکیہ دل پہ کبھی اس بدی کی چال

زر ڈھیر کر کے رکھتے ہو خیرات کو زبان
زیبا نہیں حضور یہ طبع دنی کی چال

جو اپنے فائدہ کے لئے دوستی کہے
ظاہر میں دوستی ہو نہاں دشمنی کی چال

ڈر یہ اس آدمی سے جو دشخص کو لڑائے
ابلیس سے نہیں ہو کم اس مفتری کی چال

دھر کا لباس خوش پہ نکھا ہر کسی کو دیکھ
موقوف کچھ اسی پہ نہیں متقی کی چال

جو مر گئے ہیں جیتے جی جیتے ہیں **نقی**
واللہ یہی ہے زندگی سرمدی کی چال

ردیف میم مہمل

صبح گلشن میں یہ پائے بہید کو شبنم سے ہم
جا بجا روتے ہوئے یکدو زاں عالم سے ہم

زخم پیہم کھیتے ہیں تیغ دوراں سے ہمیں
راحت و آرام پاوین خاک کدا رہم سے ہم

گر ہو دنیا سے تعلق فی المثل یک تا ہی
زندگی تک کب نکل سکتے ہیں یہ پیچ و خم سے ہم

حیف ساری عمر گذری سانس لیتے چشم
لیکن اب تک آگہی رکھتے نہیں اس دم سے ہم

اے **نقی** ہم فاش کہتے ہیں حواس میں تک نہ لا
سنتے وحدت کی صدا ہیں صاف زیر و بم سے ہم

رہتا ہے جو خیال ہمیں روز و شب مدام
آخر وہی خیال ہمارے لئے ہے دام

چھوٹا نہیں جو زیست میں چھوٹے نہ بعد مرگ
بس کر دیا جہان کے قصوں کو میں تمام

یاد خدا سوائے جو کچھ ہے سو ہیچ ہے
ارشاد مرشدوں کا جو ہے یہی کلام

اب تب نہیں درست ہے نیکے کے کام میں
کر تو بھی اگر تجھے کرنا ہے وقت شام

ہے کس کو اعتماد کہ کب تک ہے زندگے
مکیہ حیات کا ہے **نقی** بس یہ عقل خام

ہمرانہ تو نہیں وہ خوشروئی یار کا عالم
شگفتہ جیسا گل نو بہار کا عالم

کہلا جو طرہ دلدار گہر بکھیرنے لگا
ہوا میں ہو کیا مشک تتار کا عالم

دو نہیں پڑ گئی ہم اختلاف شکل کو دیکھ
دراصل ایک ہی ہر اعتبار کا عالم

گزیدگی نو کہان دیکھنے سے زہر ہے
بعینہ چوٹی میں اسکے ہی مار کا عالم

نقی دریچہ دل سے اُدھر کی سیر کرو
کہلا ابھی نہیں کیا تمکو یار کا عالم

ردیف نون معجمہ

بخدائے پاک کہ دہر میں مجھے کوئی شے کمی نہیں
شب و روز شکر یہی ہے بس کہ دیا و طبع مگس نہیں

ہوئی بہور رات شباب کی ابھی ہے طلب مجھے خوانکی
یونہی عمر بیتے خراب کی گنہ اس سے کوئی مسرتیں

مجھے کارواں پہ گمان ہے یہ کہ صدائے کوس کہاں سے ہے
کسی تشنہ کا فغان ہے یہ بخدا کہ بانگ جرس نہیں

مرعشق جب سے پیا ہوں میں تو دو غیر محو کیا ہوں میں
یونہی بیخود میں حیا ہوں میں مجھے ہوش ماہ و برس نہیں

جسے دیکھا کہی ہیں تن میں اسمیں عقل کے سب ہیں
پری رخ وحور عزیز من کوئی اس سے خوب قفس نہیں

جو ہوا حرص جہاں میں نہیں سود بلکہ زیان میں ہے
وہ کہاں سے امن و امان میں ہے جسے چاہیں ایک نفس نہیں

نہ غرور مال و منال کر نقی اسپہ کچھ نہ خیال کر
نہ عدم سے اسکے ملال کر کہ طمع کرے کبھی بس نہیں

سب غضب سے بہتر ہے زبان گرچہ دہن میں
جب تیز ہوئی آگ لگا دیتی ہے تن میں

شبنم نہیں پھولونپہ یہ ہے غم کی علامت
برباد ہی سے گل روتے ہیں خاموش چمن میں

کیوں جور و جفا خلق پہ کرتا ہے ستمگار
لیجاتا ہے کیوں عنقریب مار اسے کفن میں

جو بستہ ہوا حرص و ہوا کا نہیں پابند
عاجز ہے پہلوان بھی جو ہو قید رسن میں

کب خویش و اقارب سے بھلائی کی ہے امید
الفت نہ رہی اب تو سگے بھائی بہن میں

پیر و پیس مین کیا منزلت و قدر ہی اُسکی
جو شخص کہ نامی نہوا اپنے وطن مین

ہر بات کرامات نقی صاحب دل سے
شاعر سے عجب کیا ہی جو ہو سحر سخن مین

واہ کیا جسم مطہر ہی کہ جسکو ظل نہین
مایہ ایسے قالب اقدس کا آب و گل نہین

چہرۂ انور تمہارا یا محمد مصطفےٰ
ایسا روشن ہی کہ خورشید اور مہ کامل نہین

عالم غیب و شہادت ایکسان ہی آپ کو
ظاہر و باطن مین پردہ کوئی ہی حایل نہین

رجعت خورشید اور شق قمر اعجاز ہی
حکم فرمانا فلک پر آپ کو مشکل نہین

کس سے ہوسکتا ہی اعجاز نبی کا انحصار
یہہ وہ دریا ہی کہ جسکو تہہ نہین ساحل نہین

پیروی مت چھوڑ پیغمبر کی اے جویاے حق
بے توسل آپ کے ہوتا کوئی واصل نہین

جمع کر خاطر طفیل مصطفےٰ اے کردگار
ایک جگہ رہتا کبھی اس پرگنہ کا دانہین

بخشدے عصیان نقی کے اے خداوند کریم
تن مرا یارب تیری تعذیب کا حامل نہین

زندہ گو نوشیروان اور حاتم طائی نہین
لیک نیکو نام نے اُنکے فنا پائی نہین

جسنے ادنی کی مونث جانتا دنیا کو تہا
اُسنے دنیادار کی خدمت بجالائی نہین

عاشقونکا دو دل ہی صاف چہرہ سے عیان
اُسکے رخسارہ پہ اے مشاطہ یہہ چہائی نہین

گوشۂ دامن ہی مین رہتے ہین مجھکو ڈہانک کے
میرے طفل اشک نااہل اور ہرجائی نہین

فرق ہی نہید کا انسان اور حیوان کے بیچ
ورنہ کیا طوطی مشت پر مین گویائی نہین

دیکہنا دیدار حق دنیا مین ظاہر ہی محال
لن ترانی کی صدا موسیٰ کو کیا آئی نہین

بس گیا ہی غیر جسکے دیدہ و دلمین تمام
تا ابد آنکہون مین اُس اندہی کے بینائی نہین

پالنا ہی نفس کو نادان بہائی کی طرح
اے نقی یہہ بات دانشمند کو بہائی نہین

خوب رو بد مزاج ہوتے ہین
بلکہ بے شرم و لاج ہوتے ہین

جنکو دانش ہر اور تحمل ہے
صاحب تخت و تاج ہوتے ہین

جنکو اندیشہ کل کے دن کا ہر
لوگ وہ تائب آج ہوتے ہین

عدل و انصاف جس بلد مین نہین
جلد ویران وہ راج ہوتے ہین

اے نقے مرگ سے گزیر نہین
رخصت اب لا علاج ہوتے ہین

مہت خوش ہو اگر راحت و آرام بہی ہر یہان
دانے کے تلے بقیہ بکدام بہی ہر یہان

گر ہووے سحر عید تو کیہ جاے خوشی ہر
آتا غم جان سوز کوئی شام بہی ہر یہان

مت سمجہیے یک حال پہ دنیا مین رہین گے
ہر شی کو لگی گردش ایام بہی ہر یہان

ہر چند کرے نیک عمل کوئی جہان مین
پر خلق کے نزدیک وہ بدنام بہی ہر یہان

بیگاری مین برباد نکر عمر کو زنہار
وابستہ ہر یک بندہ سے کچہ کام بہی ہر یہان

کیا طفل و جوان پیر کے مرنے پہ عجب ہے
پہل پختہ کبہی تو ٹے کبہی خام بہی ہر یہان

آتا ہر نقے کوئی بسر نفس سے اپنے
گردن کو جہکائے رکہیے گر سام بہی ہر یہان

کیا لعل ہین حنا سے تیرے اے نگار پاؤن
پڑتا ہر اشتیاق سے یا نو بہار پاؤن

مت رکہہ گل گلاب پہ اے گلعذار پاؤن
ہو جائیگا کہین رگ گل سے فگار پاؤن

سیماب وار یار کا اچپل مزاج ہے
کرتا نہین ہر ایک جگہ برقرار پاؤن

افسوس وہ جوان ہوے کسقدر ضعیف
رکہتے تہے جو مین پہ بہت استوار پاؤن

کاندہے پہ ایک کے ہاتہہ ہر یک ہات مین عصا
پیری نے پیٹ مین سے نکالے ہین چار پاؤن

اے مردمک نگہ صف مژگان پہ مت جا
رکہتا ہر کوئی دیکہہ کے بالائے خار پاؤن

ہر چند عمر جاتی ہر جون برق اے نقے

چل تو بھی لے ہوا سے ذرا استعارہ پاؤن

جس مین عجز و فروتنی ہی نہین
اُسکو دنیا مین ایمنی ہی نہین

جو رکھے مال اور کرم نہ کرے
ہی وہ کنگال بس غنی ہی نہین

رات دن نفس سے جھگڑتا ہون
میری اُسکی کبھی بنی ہی نہین

عوض بوسہ نقد جان ہی یار
کچھہ یہہ سنبوسہ بینی ہی نہین

ای نقے سب جہان ہی دوست اپنا
جب کسی سا تہہ دشمنی ہی نہین

خوبصورت ہین بہت اُنکی خمار آلی انکھین
چشم آہو سے بھلی بلکہ ہین پیاری انکھین

چبھہ گئین دلمین میرے اور جگر مین جی مین
تیر ہین برچھی ہین یا اُنکی کٹاری انکھین

صید کرتے ہین جدہر دیکھتے ہین عالم کو
حق بنایا ہی عجب اُنکی شکاری انکھین

شوق سے دیدۂ مشتاق پہ میرے چلیے
فرش ہین آپ کے رستے مین ہماری انکھین

ای نقے بند نہ کیونکر ہو ہر یک باب عدو
گر رہین خوف خداوند مین جاری انکھین

پردہ رخسار سے مدعو جو اُٹھا دیتے ہین
چیر کر ابر کو یک چاند دکھا دیتے ہین

خرد جب کرتے ہین تعلیم تو جھکتے ہین بزرگ
شیشہ کو اٹھتے ہی ساغر جھکا دیتے ہین

زشت خو زبر کے قابل ہی مثل ہر شہور
تیز ہو جب کہ مرض سخت دوا دیتے ہین

ہم ہین وہ سحر بیان کرتے ہین جب شور تقریر
دین ہنسا روتے کو ہنستے کو رولا دیتے ہین

یاد والے ہین وہی لوگ جو اپنے کو نقے
یاد مین خالق اکبر کے بھلا دیتے ہین

مین آہستہ بولون وہ چلا رہے ہین
عجب لوگ ہین غیر چپ کہا رہے ہین

سمجھتے نہین بات کے مدعے کو
مین کچھہ بولتا ہون وہ کچھہ گا رہے ہین

ہوا مجھکو باور جو تم بولتے ہو
بھلا آپ سوگند کیون کہا رہے ہین

گیا وہ زمانہ خدا واسطے کا
سبھی اب تو لالچ پہ جھلا رہے ہین

لڑکپن گیا اور جوانی ہی گذری
صعیفی کے دن اب چلے آرہے ہین

نقے
خلق پر کب ہی جور زمانہ
جو کرتے ہین اُسکی سزا پا رہے ہین

زنہار مجھکو خواہش باغ ارم نہین
رخسار یار کا چمنستان سے کم نہین

وہ کون ہی جہان مین جسے کچھہ بھی غم نہین
آسودگی جہان کی دلا علم سے کم نہین

درویش کیا غنی ہی قناعت کے ملک مین
پرواے ملک و دولت و جاہ و حشم نہین

روتا ہون مین تو ہنستے ہین وہ طرفہ بات ہے
یہہ نالہ و درد و درنج کا ہی زیر و بم نہین

کیا لاف مارتے ہو خدائی کی سیر کا
باہر خودی کے گھر سے رکھا ایک قدم نہین

مین سرنوشت زشت کو کرتا درست لیک
کاتب نے میرے ہاتھ مین کچھا قلم نہین

اے پیر چرخ تجھہ سے خدا کی پناہ ہی
کیا کیا کیا جہان مین تونے ستم نہین

رونق ہی باغ دہر کا احوال دیکھکر
شبنم کی خشک ہوتی ابھی چشم نم نہین

ہر آدمی کو رزق پہنچتا ہی بے تلاش
ہوتا ہمارے سعی سے کچھہ بیش و کم نہین

کیا ہمت اُس فقیر کی عالی ہی اے نقے
لیتا کبھی زبانیہ جو نام درم نہین

دنیا عجب مکان ہی کہ ہی آج کل نہین
اس گھر کا اعتبار مجے ایک پل نہین

آسودہ اس جہان مین ہی جینا اُسے روا
روز ازل سے جسکو ابد تک اجل نہین

غفلت مین عمر کھوتے ہین اہل زمان کیون
نیکی کرو کہ قول ہی پایا جو کچھہ کیا

کیا یاد آپ ہمکو وہ پیر بے المثل نہین
کوشش سے زنہار نکو کوشی سے نقے

ہر تندرست پاؤن تیرے بات شکل نہین

بے جرم قتل کوئی بشر کا روا نہین
خونریزیون کو لیک بتون کے سزا نہین

الفت مین رسم ترک مروت حرام ہی
جو پاس آشنا نرکھے آشنا نہین

کب جانور سے کم ہی وہ انسان بیوقوف
جسکو تمیز حرکت بیجا بجا نہین

ایمان کی نشانی ہی بیشک وشبہ شرم
مؤمن اُسے نہ سمجھیے جسکو حیا نہین

امید راستی کی کجون سے محال ہی
سیدھا کبھی بہی ہوتا یہہ چرخ دوتا نہین

قول الست دل سے جنہون نے بھلا دیا
لاتے کبھی زبان پہ وہ قالوا بلیٰ نہین

ہی فکر کس ورقپہ لکھون حمد کردگار
قابل سمائی اسکی تو ارض وسما نہین

ہی قول کاملون کا کہ ہی سب وہی وہی
اپنے قصور فہم سوا ماسوا نہین

کر اختیار دین کہ دنیا کو ای نقے
ہوتے یہہ دونون ضد تو کبھی ایک جا نہین

تمہاری چشم وابرو کیا ستم ہین
کوئی ناوک کوئی تیغ دودم ہین

نہین معلوم یہہ کسکے ہین عاشق
فغان مین جو ہمیشہ زیر وبم ہین

فقط یک مین نہین یار بجہان مین
سبہی آہو وہ جور شکم ہین

اگر یکدم پھرے دم اوپر نہ آوے
تو ہم دم بہر مین سیاح عدم ہین

رہو خوش حال دنیا مین بہر حال
یہان شادی وغم دونون بہم ہین

سخاوت مین ہوا حاتم وہ نامے
کہ جس سے منفعل اہل کرم ہین

نقے پہونچین گے وہ مقصد کو ای
جو ہر یک کام مین ثابت قدم ہین

افزایش اگر یار کی ہو ناز وادا مین
شوخ اور وہ ہو جائیگا پہر جور وجفا مین

چون شیشہ نشست انکی حضوری مین ہمہ شوار
برخاستہ جب تک نہوا آبلہ پا مین

جو رنج نہ دے بادشہی کے ہو سزاوار
معدوم ہو آزار وہی مرغ ہما میں

عزت کو بچا رکھیے اگر چاہیے توقیر
بے آبی ست نقصان ہو موتی کی بجا میں

دنیا میں تونگر ہیں فقط اہل قناعت
محتاج ہیں آشفتہ جو ہیں حرص و ہوا میں

لازم ہو نقی دوست کو جب بست بزماں
تحسین کرے پیش تو نفرین نہ قفا میں

نہ خدا کی میرے دل میں جب چاہ نہیں
نہیں ہو چاہ اگر چاہ کی گناہ نہیں

خدا سے ملنے کے رستے بہت بتائے ہیں
غلط ہو عشق سوا اور کوئی راہ نہیں

خدا کسی کو نہ دے غم کہ روز روشن ہی
وہ تیرہ بخت ہو جس کی کہ ایسی شب سیاہ نہیں

عجب مزہ ہو محبت کی آگ میں کہ سقی
جلی خوشی سے نکالی زبان سے آہ نہیں

ہماری آنکھ ہو نرگس کی طرح نابینا
کہ شکل چشم ہو پر میم میں گاہ نہیں

نقی عجب ہو کہ محفل میں سنکے شعر میرے
کہا کسی نے جو خوش ہو کے واہ واہ نہیں

جب تک نماکا دندہ درپیش ہو ہمیں
ہر سینہ چاک چاک جگر ریش ہو ہمیں

کیونکر فریب نفس سے ہم لوگ بچ سکیں
ہر جا پہ سنگ راہ بدیش ہو ہمیں

فرزند و زن کو باعث راحت نہ جانیے
گر بد مزاج ہو تو ہر اک نیش ہو ہمیں

محشر میں ہم سے کیوں چڑا دیکھ کیا نقی
دنرات انکر مخالصی خویش ہو ہمیں

خدا جانے کہ ہم برہن پا یہ راہ چلتے ہیں
اگرچہ سب طرح مذہب سے ہو گاہ چلتے ہیں

ہنسی آتی ہو بیباکو کر کوئی بولے مسافر ہیں
بتا دو کون یہاں مانند مہر و ماہ چلتے ہیں

جوانی میں خدا کا نام جو سہوا نہ لیتے تھے
سواب پیری میں ہر دم بولتے اللہ چلتے ہیں

جہاں میں کم نکلتی ہو مراد اللہ والوں کی
جو دنیا دار ہیں کام اُنکے خاطر خواہ چلتے ہیں

برائی یا بھلائی جو کسی ہم وہ نہیں سہتی
نقطے اعمال تیرے سب تیرے ہمراہ چلتے ہیں

فراز بام جو وہ بن سنور نکلتے ہیں
تو عاشق اُنکے بھی کہہ الحذر نکلتے ہیں

نہیں ہے خوف خوش ابرو اگر نکلتے ہیں
بنا کے سینہ کو ہم بھی سپر نکلتے ہیں

روپے بندھاتے ہیں بازو پہ سایہ پروردہ
دو چار کوس کہیں جب سفر نکلتے ہیں

نہیں ہے قابل حرب و ضرب ہر یک مرد
لڑائی مارنے صاحب جگر نکلتے ہیں

بخیل رکھتے ہیں صندوق میں چھپا کر
سخی علانیہ لے سیم و زر نکلتے ہیں

جہان میں جیسے مہا راجہ چند و لعل
ہزاروں سال میں یک دلشر نکلتے ہیں

سبھی کو ہوتی ہے اولاد کی خوشی لیکن
خوشی وہ گھر ہے جو بیٹا پسر نکلتے ہیں

خوشی کا راز بھی دنیا میں ہے غم آلود
کہ ماں کے پیٹ سے سب چشم تر نکلتے ہیں

نقطے ہمارے ہیں اشعار لخت دل گویا
کہ خوب چوس کے خون جگر نکلتے ہیں

مصری کی طرح حکمی ہوتی ہے زبان شیریں
وہ دل کہ آگ ہے جیسے ہے نوک سنان شیریں

شیریں سخنی پر دشمن کے نہ ہول ایدل
ہے تلخ بہت پنہاں دکھتی ہیں عیاں شیریں

منظور ہوا جسکو تلخی نہ سہے ہرگز
کرتا ہے وہ دایم ہر یک کا دہان شیریں

فرہاد کو وہی شیریں ہے تلخ بہت جینا
بیچاری سے ملا (مل گیا) ہو یکبار تو جان شیریں

دیدار کا شربت گر ملجائے دم آخر
پھر نزع کی حالت میں ہے آہ و فغان شیریں

نقطے ہمکو
تا یاد ہے کڑوا ہٹ مرنے کی
پانی ہے نہ یہاں میٹھا زنہار زبان شیریں

یہ کیا گریہ آدم نے اثر پتھر میں
درد سے جسکے ہوا آب جگر پتھر میں

سخت جانوں کی ملاقات ہے آتش بازی
گرچہ معدوم ہے نظر نہ سے شرر پتھر میں

نخل امید جو فرہاد کا سرسبز ہوا
جان کنی کا ہر ملا اسکو ثمر تیشہ مین

قدر گہسار کی دنیا مین نہوتی پرکاہ
معدن لعل بدخشان نہو گر تیشہ مین

سخت جانی کے سوا جوہر ذاتی ہر ضرور
قیمت الماس کی ہوتی نہین سر تیشہ مین

اے نقی صاحب دولت کا عمارات ہین بس
صرف ہو جاتا ہر سب نقرہ و زر تیشہ مین

اکیلے جانے سے ہمرہ ہر بدرقہ احسن
ہزار پہیر ہو چلنا ہر سیدھے رہ احسن

دوبارہ دیکھنا ہر منع شرع اے جمیل
جو چیز خوب ہوا سپر ہر یک نگہ احسن

نہ سیر مین زخم نہ ہوڑا ہر کیون مندے ستا
لپٹنے سے ہے ہو پیچ کے کلہ احسن

ہر یک سخن پہ خوشامد سے آفرین ہے عبث
جو خود بخود نکل آوے ہر واہ وہ احسن

ہزار بار گدائی غنا سے بہتر ہے
کہا نہ کوئی خرد مند قرب شہ احسن

نقی وہی ہر خدا سے کریم کا مقبول
کہ جسکو کہتے ہین ماہی سے تا بماہ احسن

ردیف واو مہملہ

نامۂ فرقت لکھون کیونکر بت طناز کو
ختم کر سکتا نہین مین شوق کے آغاز کو

طول ہر دامان محشر سے فزون میرا نیاز
اور نہین ہر انتہا زنہار اسکے ناز کو

رات دن آٹھون پہر رہتا ہون اُس سے ہمکلام
اور کوئی سنتا نہین اُسکے میرے آواز کو

در پس پردہ جو وہ بولا وہی کہتا ہون مین
عاشق و معشوق جانے خوبتر اس راز کو

عشقبازی اے نقی آسان نہین ہر زینہار
ہر گذر اس معرکہ مین عاشق جانباز کو

کیا بلا یار کا ہر ناز و ادا ہر جادو
سامری سحر سے بلکہ یہ سوا ہر جادو

یک جھپک دیکھے جو ساحر کوئی خمار جیل
محو ہو جاے ہر ایسا کہ ہوا ہی جادو

دیکھنا ترچھی نگاہون سے پریرویون کا
مارتا برچھی ہر گویا یہ بنا ہی جادو

کاجل اگھون مین لبون پر مسی وہ پان کا رنگ
گورے پنجون سے عیان رنگ حنا ہی جادو

آسمان پر ہو تو مضمون کو پکڑ لاتے ہوا
کیا تمہارا بھی نقی ذہن رسا ہی جادو

طبل تہی ہر جبین بہرا سر ہو نہو
کیا کام کی وہ مین ہر کہ جبین مین نور نہو

کیا عیش ہو وہ بزم مین وہ خوبرو نہو
محفل نہو وہ گرم جو جام و سبو نہو

لکھتے نہین ہین شعر کوئی ہم قلم اٹھا
مضمون مثل آئینہ تا رو برو نہو

کچھ وصف جس بشر مین نہین آدمی نہین
گل سمجھیے وہ گل کو اگر رنگ و بو نہو

منھ کھولے نہ بولے وہ نہاں دل کا بھید
سربستہ راز وہ ہر کہین کو بکو نہ ہو

ہر اختتام حسن وہ پیکر پہ منحصر
مکہ چکہ مین جسکے فرق سر تا پا گلو نہو

حاضر تو ہمکو کوئی برا بولتا نہین
پر ایسی چال چلیے کہ غائب مین تو نہو

کم فہم جلد تر نہین پہچانتا ہی بات
جبتک کہ خشک اہل سخن کا لہو نہو

رڑا سقدر نہ ہائیے مجنون کہ ناگہان
لڑکون کے پیچھے پیچھے سے مضطر نکل چلو

کر سکی ای نقی کہ منے مین پنا تیرا
ہر عالم و مجال اسی دم کہ تو نہ ہو

چہرے پہ اپنے مار جو بہلا یا خال کو
وہ نا کیا ہر اور یہی حسن و جمال کو

سنبل سے عاشقونکے پریشان ہین دل
سلجھاتے کس لئے نہین کاکل کے بال کو

کانون مین گوشوارے جو اسنے پہن لئے
ہین مستعد ہمارے لئے گوشمال کو

کہتا ہی خوش کہا جسے تو کہیے فائدہ نہین
دیتا ہی در ہر گلشن یہان کس کی دال کو

آئینہ رو کو آئینہ ہر رو برو نہ رکھ
جو خوبرو ہین پوچھتے ہین وہ خیال کو

ابرو پہ اُنکی خال جو ہی کیا کہون نقطے
عشاق کو بتاے ہی تلوار ڈھال کو

ردیف ہاے ہوز

وا نہو گی زاہد خود بین تیرے دل کی گرہ
گر کہلے سو بار بہی عقد انامل کی گرہ

باندہ کر رکھتی ہی یہہ پیشک گزند چشم بد
اسکے عارض پر نہ چپکا جل کی ہی تل کی گرہ

مغز ہین جن مردمون کے ہی ہوائے نیستی
سر ہی اُنکا سب خیال محض باطل کی گرہ

زر پہ گردش ہی پیدا جانتے عاقل ہین خوب
رہتی ہی کٹہری پہ دایم مرد جاہل کی گرہ

آدمی کا قطرۂ دل قلزم اسرار ہے
بستگی لب ہی اس دریا کے ساحل کی گرہ

اے نقے زنہار ذرہ کو حقارت سے نہ دیکہہ
وہ بہی ہی یہان مہر انور کے مقابل کی گرہ

قد کو گر اُسکے کہون سرو کہ شمشاد ہی یہہ
خیر ہی وہ تو مقید ہی اور آزاد ہی یہہ

خود بخود بات جو بن آے خداداد ہی یہہ
گر بنی بات بگر جاے تو بیداد ہی یہہ

روز ویرانی کی یہان بستی بڑہی جاتی ہی
کون دنیا کو کہے خانہ آباد ہی یہہ

چرخ بے رحم ہی بے رحم کا دل ہوتا سخت
جب ہوا سخت تو پس خلقت فولاد ہی یہہ

مال جسکا کہ فقط صرف عمارت ہو جاے
اسکو سب کہتے ہین ہان جی زر شداد ہی یہہ

بیش و زر جمع نکر اور نہو زر پر مغرور
ایکدن سب یہہ پریشان ہی برباد ہی یہہ

کوئی بہی زیر سما بے غم و بے رنج نہین
مین کہون کسکو یہہ آزردہ ہی اور شاد ہی یہہ

حضرت فیض کے شاگرد وہ کہتے ہین شعور
ہی بجا گر کہون ہر ایک کو استاد ہی یہہ

اے نقے شعر میرے پاس خلف سے ہی عزیز
زادۂ طبع جو ہی نامور اولاد ہی یہہ

دنیا سے مت لگائے دل دلشکن ہی یہہ
صورت مین بس یہی ہی کوئی پیرزن ہی یہہ

ظاہر ہی جس فقیر کا باطن کے برخلاف
بہر فریب خلق بڑا مکر و فن ہی یہہ

کہتے ہین ولگا کے حنا ہاتہہ پاؤن کو
آ دیکہہ باغبان کہ بہار چمن ہی یہہ

ہوتا ہی جو کہ سحر بیان صاحب کمال
سب کہتے ہین کہ قابل ہر انجمن ہی یہہ

رکہتے ہین دوست نفس کو کچہہ جانتے ہی ہین
بہائی تمہارے ساتہہ لگا ہر من ہی یہہ

جنت کی طمع اور ہین اعمال دوزخی
صاحب بہشتیون کی نہ چال و چلن ہی یہہ

تنہے کو ای جوان تن و توش چاہیے
مکڑی سے ہاتہہ پاؤن بہلا کچہہ بہی تن ہی یہہ

ای رشک مہر منہ سے اٹہا دو سیہ نقاب
برقع تمہارے واسطے سوج گہن ہی یہہ

گر ایک بات ہووے جواب ہزار بات
کہتے ہین نکتہ سنج **نقے** ہان سخن ہی یہہ

کیا عجب گرتن سے دم جاوے نکل ٹہوکر کے ساتہہ
جسم پہٹ جاتا ہوا کا اک ذری گنکر کے ساتہہ

بہول مت شیرین کلام دشمن خونخوار کے
زہر قاتل کو ملا دیتا ہی یہہ شکر کے ساتہہ

قدر و قیمت وصف سب دنیا مین ہر یک شی کی ہی
گوہر بے آب کو تشبیہ دین کنکر کے ساتہہ

قیس تحریر کتاب عشق بس اپنے کو دیکہہ
لاغری سے ہی مشابہ تن تیرا مسطر کے ساتہہ

کسکو پروای شب مہتاب ہی ناصح یہان
رات راحت سے گئی ہی ایک مہ پیکر کے ساتہہ

سرکشی کو چہوڑ دے ای نفس ڈر اللہ سے
ہو گیا فرعون غرق نیل سب لشکر کے ساتہہ

قید کر دو گا پری کو مین بڑا استاد ہون
ای **نقے** الفت کے یکدن مین چہومنتر کے ساتہہ

ہر لڑائی مین ظفر بازی شمشیر کے ساتہہ
فتح محفل مین سخنور کو ہی تقریر کے ساتہہ

روز دانش سے اگر جائے فلک پر انسان
لے اٹہا پہر کرہ خاک کو تدبیر کے ساتہہ

اللہ اللہ انہین کیا شوق ہی خود بینی کا
نقش آئینہ بہی ہی یار کی تصویر کے ساتہہ

کوزہ پشتو کو عصا باتہہ مین لازم ہی مدام
دستگیری کو جوان چاہیئے ہر پیر کے ساتہہ

اے تقی کوئی ہی دنیا مین نہین ہے آزاد
آب ہوتا ہی روان بحر مین زنجیر کے ساتہہ

جو آگے اپنے باندہتے تہے جون غلام آج
وہ اب نہین اٹہاتے ہین بہر سلام ہاتہہ
پہیلائے ہی جو پاؤن دو عالم سے اتہہ کہینچ
رکہتا ہی اسکے پاؤنپہ عالم تمام ہاتہہ
میدان ظلم مین نرکہہ اے ہوشیار پاؤن
پکڑیگا ورنہ چرخ پے انتقام ہاتہہ
اعمال بدچہپاے سے چہپتے نہین کہ کل
بولین گے پاؤن اور کرین گے کلام ہاتہہ
قارون کی طرح مرتے ہین نامردمان کو
حاتم صفت جو مرد ہین کرتے ہین نام ہاتہہ

رہتا ہی پاے بند ہوس کو جو اے تقی
رہوار نفس کی ہی اسکے لگام ہاتہہ

اے لب شکر ذرا تو کرو ہم سے بات کچہہ
تاہم چکہین تمہارے لبون کی نبات کچہہ
ہم سو برس کے جینے کی کیونکر کرین اُمید
اقرار نامہ ہم کو نہ لکہدے حیات کچہہ
تمیز خوب و زشت کا رکہتا نہین ہی عشق
ہرچند مرد و زن مین نہ ہے فرق فات کچہہ
مین محو حسن یار ہون وہ جینے مین محو
آتی نظر ہی میری ہی جانب کو بات کچہہ
محشر مین شرم سے نہ اٹہاوینگے سر کو ہم
پوچہینگے جب عمل سے کہ لائے ہو سات کچہہ

ہندو مین کہہ سکا نہ مسلمان اُسے تقی
باطن مین ذات کچہہ ہی تو ظاہر صفات کچہہ

شب جدائی ہے ایسی بہاری الٰہی یا الٰہی توبہ
کیا مین تا صبح اشکباری الٰہی توبہ یا الٰہی توبہ
کبہی تو آہ و فغان مین گذری کبہی تو سوتہا نہین گذری
رہی شب و روز یہ قراری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
ہوا مین جسوقت سر نزانو کہ سوون یکدم تو کوئی بدخو
میرے سرہانے ہی چیخ ماری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
الٰہی فرقت بری بلا ہی بلا نہین بلکہ یہہ قضا ہی
ہی سخت تر موت انتظاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ جی لگے باغ و بوستانمین نہ ملے کچھ نہ آئے ہاتھین
مٹھائی کڑوی ہوئی ہے ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ سر مٹانے کو چاہتا جی لباس ہے لین تو آہی سستی
زمین سے ہلنا ہوا ہے بھاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

خوش آئے ہے کسکو پان کہانا غضب ہے چونہ اُسے لگانا
کہانکا کہتا کہ ہر سپاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ہوئی ہے وہ ہمکو ناتوانی کہ جسکی ظاہر ہے یہہ نشانی
نجائین آنگن مین بے سواری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

لقے ہمیشہ یہی دعا ہے میری جو خاطر کا مدعا ہے
نصیب ہو ایجناب باری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ردیف یاے تحتانی

بذربانی پر مجھے طاقت نہین ہے تاب کی
بیقراری ہے میرے دلمین دلاسیماب کی

کم جو وہ ملنے لگے سب کو ہوا ہے اشتیاق
قدر ہو جاتی ہے سچ دنیا مین ہر کمیاب کی

رات کو ٹہی پر چڑہا ناگہ جو وہ رشک قمر
سایہ سان کم ہو گئی سب روشنی مہتاب کی

جب ہوا غفلت سے مین بیدار یون آیا نظر
زندگی کہتے ہین جسکو ہے وہ صورت خواب کی

جاے راحت کے مجھے دونی پریشانی ہوئی
حرص جون جون بڑہ گئی جمعیت اسباب کی

معنے کم خواب ہے کم پشم از روے لغت
مہربان عزت بڑہاتے کیا ہو تم کمخواب کی

عشق نے کاکل کے مارا عاشقونکو جان سے
کیا اسیری ہے بلا زلفون کے پیچ و تاب کی

صبح رخسار و نپہ اُنکے یون ہوئی سرخی نمود
اے لقے رنگت ہے گویا یہہ گل شاداب کی

نہین ہے فکر گر تکلیف یا آرام سے گذرے
مگر غم یہہ ہے کیون اندیشۂ انجام سے گذرے

حفاظت خلق کی واجب ہے شاہ دادگستر پر
وگرنہ یاد شاہت حکم اور احکام سے گذرے

برآمدہ سرہ تہا نہ دیکہا ہمنے کوئی سے
ہزارون بار دن اور رات زیر بام سے گذرے

عجب ہے فکر روٹی کی کہ یاد حق نہین ہوتی
مسلمان اور ہندو بہی جیم و رام سے گذرے

گرگیں اور جوانی کہوئے اب ہی موسم پیری
ہوا بیہودگی مین عمر کا سرمایہ سب ضایع
بزنگِ برق یکساعت مین ہر ہنگام سے گذرے
ولیکن ہم نہ سیر و رقص و مے و رجام سے گذرے

کیا حاصل نہ یہہ نے وُہ گذاری عمر غفلت مین
نقے ہم دین اور دنیا کے دونون کام سے گذرے

ق

کسیکو مین نہ دیکہا سچ بات کرتے
اگر بولتے سچ کرامات کرتے
نہین یاد ہی ہمکو شطرنج بازی
وگرنہ زمانہ کو ہم مات کرتے
عجب ممسکِ اسوقت کے ہین تونگر
کہ کہلاتے نہ پیتے نہ خیرات کرتے
یہین چھوڑ جاتے ہین سب سیم و زر کو
دم رخصت اُٹہتے ہین ہیہات کرتے

نقے چپ رہو کون سنتا نصیحت
تلف کس لئے اپنی اوقات کرتے

ہوا ہی پہر چمن سرسبز ابر نوبہاری سے
تجمل کو دکہا تا گل ہی غنچہ کی عماری سے
کہڑا ہی اگر وہ سیر شوق مین کسکے خدا جانے
کوئی جا باغ مین پوچہہ آے سرو جویباری سے
اگر وہ غیرت خورشید چہرہ سے نقاب اُلٹے
تو بادل مین چہپاوے مُنہہ کو سورج شرمساری سے
نہ پالونفس کو زنہار یکدن مار ڈالیگا
دغا آخر ہی دشمن کی جہانمین و ستداری سے
سراپا ہو گیا ہون مین نہال نرگس شہلا
تمہاری آمد آمد کی خبر سُن انتظاری سے
لحاظ استغنا بیگانہ ای جانا نہ یکسو رکھہ
کرو خوشحال اس مشتاق کو اب ہمکناری سے

نقے کہتے نہین کیون سب مبارکباد یان ہمکو
کہ حاصل ہی مراد دل ہماری فضل باری سے

فراق یار گل رخ مین ہمین دیدار گل گل ہے
چمن مین نغمۂ بلبل سہی برخاستہ دل ہے
حلاوت زندگی کی دوستون کے ساتہہ ہے ورنہ
جہان کے سب مزے شہد شکر چون بہ قاتل ہے
کسیکا دوست گر آنکہون کے آگے غرق دریا ہو
تو اُسکے ڈوب جانے سے بگہال اہل ساحل ہے

ن تو دیکہی صورت اسے کسی

ہوا معلوم حق دنیا سے ہے یکدن گذر جانا
تصور چین سے جینے کا رکھنا محض باطل ہے

نقطے خوش کیا خوشی کا نام بھی ہرگز نہیں لیتا
جسے دن رات یہاں آنکھوں پہ غم ہی مقابل ہے

ہمارے حسن کی گرمی دل آہن گلاتی ہے
ٹھہرنا آگے ایسی آگ کے کب کسکی چلتی ہے

چمن میں اے صبا غنچوں کو اتنا کیوں ہنساتی ہے
مثل مشہور ہے نادان ہنسی آخر رولاتی ہے

خموشی خوب ہے روشن کلام آتش انگبیں سے
کہ نور خانہ ہے گو شمع پر دامن جلاتی ہے

سخن نرمی سے کرمت کاٹ گہانس اے صاحب فطرت
زبان ہر گوشت کا ٹکڑا نہ یہہ کوئی درانتی ہے

جو خود محتاج ہو کیا دوسرے کو فیض ہر اُس سے
نچوڑیگی وہ عورت کیا کہ جو نگی نہاتی ہے

نقطے آگے مرض کے زعم مت کر اپنی طاقت کا
کرے ہے ناتوان جون مور گر مانند ہاتی ہے

کیا کروں لذت بیان میں یاس لب قند کی
جو چکھا یکبارہ اسکو عمر بھر تک یاد کی

یار کے مژگان کی تیر انداز یوں نے احتیاط
چھید دیتے ہیں یہہ چھاتی کو ہے گر فولاد کی

پھرتے پھرتے عمر سب گذری تلاش یار میں
شرق سے تا غرب گلیوں میں جہان آباد کی

کل چمن میں کیا بہار تازہ تر تھی جلوہ گر
آج بیرحمی خزاں کی سب اُسے برباد کی

عشق شیریں کار کی تلخی ہے کیا انجام پر
جان جاتی ہی رہی بیچارہ فرہاد کی

ہے یہی ارشاد شاگردوں کے حق میں ہر فیض
دل سے تم خدمت بجا لاتے رہو اُستاد کی

نقطے مرتے ہیں جو مرجاتے ہیں
خوبرویوں پر صورت پاکیزہ سیرت رکھتی ہے جلا دی کی

زندگی بے یار مجکو سخت دشواری ہوئی
ہجر جانانہ جراحت جسم پر کاری ہوئی

وقت رخصت آگیا اور ہم رہے غفلت کے بیچ
حیف ہے ملک عدم کی کچھہ نہ تیاری ہوئی

کسقدر گردوں دوں ہے سفلہ پرور جان من
جو پیادہ یا تہا کل آج اُسکو عماری ہوئی

دوسرے کی جان لینا اور بچانا اپنی جان | آدمی کی کب صفت ہے یہ تو جبّاری ہوئی

ترکِ صحبت اور تکلم اُس سے اپنی بات ہے
ای نقے جس شخص سے کچھ تلخ گفتاری ہوئے

کچھ ہمکام کی نہیں ہے محبت جہان کی | بیمہری میں نے جان گیا آسمان کی
اک لب کو لعل کرتا ہے اک خوش و باغ کو | غرت اسی سبب سے ہے بہت پھول پان کی
جو مصرعہ کہ خود بخود آیا رقم کیا | حاجت رکھا نہ فکر کے کچھ امتحان کی
گمنام ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم | گر مشتہر ہو نام تو دولت زبان کی
آیا ہے وہ زمانہ نازک کہ الحفیظ | تسبیح پھیرتا ہوں مدام الامان کی

[illegible] ہو کر لے کہ جب آئیگی اجل
مہلت تجھے ندیگی نقے ایک آن کی

خوشی کیا ہے بہار آنیکے پیچھے ہی خزاں پہنچی | بہم کہتے تو آگے چل عقب میں میں بھی ہاں پہنچی
دعائے اہل دل کو حقتعالی نے وہ سرعت دی | زمین پر تھی کہ یک پل میں فرازِ آسماں پہنچی
بگڑ جاتا ہے ظاہر ہی سراپا جسم عاشق کا | جراحت تیغ ابرو کی کسیکو گر نہاں پہنچی
پئے تحصیل راحت خاک ہم دوڑیں کہ ہر جانب | مصیبت یک بیک ہی ہے ہمارے ہمعناں پہنچی
کوئی سنتا نہیں ہے گفتگو بیفائدہ ہرگز | جو اچھی بات ہے ہو دلنشیں تا گوش جاں پہنچی
سفیرِ من مصر میں یوسف زلیخا سے خوش ہے | مگر جب خیریت والد کی با کنعانیاں پہنچی
جنہیں دعوی تھا استادی کا اِس خالی زمانہ میں | انہوں کی قابلیت خوب زیرِ امتحاں پہنچی
یہی ہے انتہا تکلیف کی انسان کو دنیا میں | مثل کہتے ہیں یہاں تو چھری تا استخواں پہنچی
ہمیشہ موت کو ناخوش ہیں خوف نزع سے جانا | مگر وقت معین پر جو ساعت جاں ستاں پہنچی
تسلی ہو گی سب طمع کی فضل الٰہی سے | یکایک روبرو جو صورت حور جناں پہنچی

نقے اس طرح میں اظہارِ مضمون گرچہ مشکل تھا

ولے تائید مجھکو حافظ غیب اللسان بھیجی

گر خوے زشت ہووے کسی ہمنشین کی
بتلائیگا وہ راہ نہ دنیا و دین کی

کیا اونچ نیچ کامل و ناقص مین فرق ہے
کہتا یہہ آسمان کی وہ کہتا زمین کی

صورت وہی ہے خوب کہ سیرت بھی خوب ہو
زنگی کی شکل ہووے کہ لعبت ہو چین کی

دیدار حق کی ہمکو تمنا ہے رات دن
خواہش بہشت کی ہے نہ کچھہ حور عین کی

چاہین تو نار عشق سے دوزخ کو ہم جلائین
دی وہ خدا نے ہمکو حرارت ہے دین کی

دنیا سے ہاتھہ کھینچ اگر دین چاہیئے
کوتاہی اور درازی نہ کچھہ آستین کی

ایسا کیا ہے ورد نقے نام کردگار
حالت ہے جسم و جان مین نقش نگین کی

حاتم کی صفت کوئی بشر مین نہین آتی
خصلت یہہ کسی صاحب زر مین نہین آتی

کسبی نہین اخلاق حمیدہ ہین طبیعی
خاصیت خورشید و قمر مین نہین آتی

ارضی ہو زہار سماوی کے برابر
تارے کی چمک لعل و گہر مین نہین آتی

ہرچند بہت باپ کی شفقت ہے پسر پر
پرمان کی جو الفت ہے پدر مین نہین آتی

میٹھے ہین سبھی شیرینان گرچہ جہان مین
جو شہد مین لذت ہے شکر مین نہین آتی

کچھہ اور حلاوت ہے نقے پختہ سخن کی
یہہ بات کبھی خام ثمر مین نہین آتی

دنیا کی ہر بہار کے پیچھے خزان بھی ہے
مغرور سود پر نہو آخر زیان بھی ہے

لواب تو قتل عام کرینگے یہہ خوش قدان
مژگان بنائے تیر ہین ابرو کمان بھی ہے

کس طرح اس چمن مین رہے بلبل آشیان
صیاد کا ہے خوف غم باغبان بھی ہے

سامان عیش سب ہے لیکن نہین ہے یا
مطرب ہمرنے بھی سبزہ و آبروان بھی ہے

ہر حال اپنے دم کو غنیمت سمجھہ نقے

مشہور یہہ مثل ہے کہ جی ہی جہان ہی ہے

سپیدی موے سیہ مین جہان نکل آئی ۱ بہار عمر گئی اور خزان نکل آئی
ہوئی حقیقتِ حق جب ظہور مظہر ۲ مکان سے شانِ شہِ لامکان نکل آئی
کسی سے بارِ امانت بشر سوا نہ اُٹھا ۳ فلک کے باہمہ عظمت یہہ شان نکل آئی
مقوس اسکے مین ابرو کی کیا کرون تعریف ۴ کہ رخصہ مہر کے گویا کمان نکل آئی
دم وصال تحیر سے مین رہا بیہوش ۵ مجھے خبر نہین کسوقت جان نکل آئی
کیا خرام وہ قاتل نے جب سر بازار ۶ ہراک کے منہہ سے لہذا الامان نکل آئی

فراق مین تو نقے سب طرح شکر رہا
سعادتی یار کی جب ناگہان نکل آئی

اگر فلک کی میرے سر پہ آسیا پہر جاے تو غم نہین ہی مگر وہ نہ دلربا پہر جاے
نہ آتش آتش و آب آب خاک خاک رہے خدا پہرے تو خدائی کی سب ہوا پہر جاے
مریض مرگ سے ناچار ہے فلاطون ہی شفا نہوئی تو تاثیر سے دوا پہر جاے
اگر جہان مین کسی کی حیات ہی باقی تو کیا عجب ہی اُسے دیکھہ کر قضا پہر جاے
ہمیشہ ہات کو بالا رکھو کرم کے لئے کہ فضل حق سے تمہاری ہر یک بلا پہر جاے
تمہاری خاکِ قدم ای میرے مسیحا دم نظر مین کب میرے مانند توتیا پہر جاے
مجھے وہ روز مصیبت کا یاد آتا ہے کہ آشنا کے گلے لگ کے آشنا پہر جاے
بتاتے کیون مجھے صورت ہو دلفریب اپنی یہہ شکل وہ ہی کہ نقصے سے پارسا پہر جاے
کشش یہہ چاہیے الفت کی منہ اگر پہیرون اُسی کے در کی طرف صاف نقش پا پہر جاے

نقے بہت مجھے ردّ سوال کا ہے غم
کہین نہ درگہہ حق سے میری دعا پہر جاے

اپنے سے موافق جو نہین جاے کدہ ہی ۱ بیٹا ہو لایق تو ہے بیزار پدر ہی

آرام ہر یک نر سے ہے اور نر سی خدا ہی ۲ گر ساتھ رہے زر تو ہے ہمراہ خطر ہی
یک موت کا ڈر دوسرا اندیشۂ محشر فارغ نہیں اس دغدغہ سے کوئی بشر ہی
دل درد جدائی سے ہی سینہ مین جو بے چین پر خار نہالی ہوئی اور بالش پر ہی
زنہار مین پڑنے کا نہین پاؤن کسکے کیا غم ہی گر اس بات پہ اڑ جاکے ہے بیر ہی

کیا دیکھے نقے سیر سنے کیا سخن پاک
باطن کی بصارت سے ہی گر کور تو کر ہی

جب تک شبیہ یار میرے روبرو رہے یہہ بیہشی کہ آگہی مین نہ تو رہے
ہر نماز مرد مک چشم عاشقان ہر دم سرشک چشم سے کرتے وضو رہے
ہرچند تن سے جان میری ہو گئی جدا تا حشر لیک مغز مین مٹی کی بو رہے
وحدانیت کے بہید سے واقف ہوا وہ ہے خاطر جس آدمی کی مدام ایک سو رہے
جویندگی سے یافت ہے ہر چیز کی ضرور پر کیمیا طلب کو عبث جستجو رہے
پردہ مین خوب چیز کو رکھنا محال ہے پنہان کبھی نظر سے نہ شکل نکو رہے
آیا جو بام پر وہ قد فتنہ زائے یار افواہ مار مار کی پھر کو بکو رہے

میدان عشق مین جو رکھا پاؤن اے نقی
عزت رہے نہ شرم رہے آبرو رہے

آسکے کیونکر کوئی زلف دوتا کے سامنے ڈنک ڈالے عقرب اس کالی بلا کے سامنے
کوچۂ قاتل مین ہر سیر اگذر اب الحفیظ پاؤن سے اپنے چلا ہون مین قضا کے سامنے
گردنی کہاتی پھرنگی بوے عنبر جو طرف آے گر اس موے شکین کی ہوا کے سامنے
دلبری کے فن مین گستعد ہین خوبرو جون کشش آسان ہے کہربا کے سامنے
کہتے ہر گز نہین درویش دنیا کی طرف کیا مگر ناچیز ہے دولت گدا کے سامنے
جھکے بیحد زمین پر گرچہ ارباب سخا کیا کرم کسکا ہے حاتم کی عطا کے سامنے

عبدیت کے دائرے سے اے نقے خارج نہو
عاجزی بندے کی تحفہ ہے خدا کے سامنے

مشتاق جو جہان مین ہین دو شالہ شال کے — رہتے ہین بالکے وہ بنے اہل مال کے
نیکی کئے ہین نفس سے ہم اپنے دو سب خان — دشمن کو پیش لائے ہین کیا پال پال کے
زنہار چھوٹتا نہین تا نفس واپسین — جو آگیا ہے بیچ مین دنیا کے جال کے
دنیا کا عیش جنکی طبیعت کو ہے پسند — ہوتے ہین پائمال وہ رنج وملال کے
ابرو نہ انکے رخپہ نہ خال سیہ ہے وہ — تلوار ہے کھچی ہوئی پہلو مین ڈھال کے

دنیا مین اونچ نیچ نہایت ہے اے نقے
رکھنا ہر ایک جگہ پہ قدم کو سنبھال کے

ہم کام نہین رکھتے ہین پیمان شکنون سے — باور نہین بد عہد کے سوگند فسون سے
ناراست طبیعت مین کجی کے ہے سوا کیا — امید وفا کی نہین زنہار زنون سے
ہوجاتا ہے دل سخت پرستش سے بتون کے — اس بات کی پہونچی ہے سند برہمنون سے
تلخی کے سوا فائدہ کچھہ بھی نہین پایا — شکر قند وگلرخ وشیرین دہنون سے
کل قاتل ومقتول کی ہوگی یہہ علامت — وہ دست حنا ہم رہین خونین کفنون سے
کہلتا نہین ہرگز غنچۂ دل افسردہ دلونکا — غم اور فزون ہوتا ہے سیر چمنون سے

مجنون پہ ہوا ختم نقے در دِ تعشق
سختی نہین اٹھتی ہے یہہ نازک بدنون سے

تصفیۂ دل تجھے گر چاہیئے — مصقلہ کو لخت جگر چاہیئے
تازگی باغ جنون کے لئے — خوب روان دیدۂ تر چاہیئے
معرکۂ عشق ہے یک جانستان — مرد کو یہان سینہ سپر چاہیئے
آپ سے ہو کوئی تو دم بخیر — اپنی اگر تجھکو خبر چاہیئے

خوب ہوا نفس ہوا نامراد | خوار یہہ سرمایۂ شر چاہیئے

قافلۂ دم ہے رواں اے نفس
جلد بہم زادِ سفر چاہیئے

ہم اپنے اشکوں کو جو پیتے کبھی ہنس کر ہوتا | گھر بھی کیسے کہ معدن سے کمال خشندہ پیدا ہوتے
جو آتشِ عشق سیمبر سے کہتے ہیں اکسیر دل کو اپنے | میں انکو دیکھا کہ یک نظر سے وجود کو اس کے زر بناتے
عجب جہانگا میں حال دیکھا کیا ہے سیل فنا نے پیدا | جو لوگ غافل ہیں ہیچا اسکے رستہ میں گھر بناتے
جہاں میں کیونکر جیں وہ یاران شرہ کا جسپر ہے تیر باراں | وہ کہاں کے تیر و سنان ہزاران پہر اپنا سینہ سپر بناتے
ہوئی ہے گالی کی تمکو عادت ہر یک کو پہنچا ہے تم سے صدمہ | یہہ چھوڑ دو مہربان علت ہمکو کیوں نیشتر بناتے

نقی یہہ بجز و راز میں ہی لکھی ہے تمنے غزل تو اچھی
ولے ہے بیزار طول سے جی کر دس آگے کہ ہر بناتے

وہ لالہ رو جو آج کی شب انجمن میں ہے | پھولا نہیں سماتا کوئی پیرہن میں ہے
تو ٹے حضور مرگ سے سارے تعلقات | لیکن ہنوز دل غم فرزند و زن میں ہے
کافی ہے یک جہان کے ڈبونے کے واسطے | یک قطرہ اب جمع جو چاہ ذقن میں ہے
گر دیکھنے بہار ہو گل پیرہن کو دیکھ | مشتاق تو بہار ہی جس کے چمن میں ہے

گرمی سے آہ سرد کے لب جل گئے نقی
گویا زبان شعلۂ آتش دہن میں ہے

ظاہر زبان گرچہ ترا پنے دہن میں ہے | جب گرم ہو تو آگ لگاتی یہہ تن میں ہے
ہر چند قد خمیدہ ہے اس پیر مرد کا | لیکن وہ خوش مزاج ابھی بانکپن میں ہے
اے شمع اپنی سوختگی پر نہ ناز کر | پروانے وہ جلے کہ نہیں جا لگن میں ہے
مست کر کیسے عیب نہانی کو آشکار | تن خوش برہنگی من نہیں پیرہن میں ہے
عاقل بنا وے خاک لباس اپنے واسطے | جاتا خیال قطع سے اول کفن میں ہے

موقوف کچھ فسوں پہ نہیں اے نقی اثر
تاثیر مدح اور ہجو ہر سخن میں ہے

اگر وہ رشکِ روشن شمع ہر کاشانہ بجواوے
عجب کیا ہے کہ مہر آسمان پروانہ بجاوے

قصور ابر نیساں ہے وگرنہ باغ عالم میں
صدف ہو ہر ورق قطرہ اگر دردانہ بجاوے

تمنا ہے جبیں کہ پہونچے اُسکے کاکل تک
جگر کو چیر کر سو جا سے مثل شانہ بجاوے

ہلال ابروے جانان کا تصور اے نقی خوش ہے
ولیکن ڈر ہے مجھکو تن کہیں تیغا نہ بجاوے

شب تو کھڑا ہوا تو ہوئی انجمن کھڑی
بیٹھی نہیں جو ہو گئی شمع لگن کھڑی

دونی فضا ہو باغ میں وہ لالہ رو گر آئے
سو رنگ سے بہار چمن میں ہو بن کھڑی

لکھوں جو وصف میں لب پان خوردہ یار کا
ہووے مسکرا کے جان عقیق میں کھڑی

وہ شعلہ رو شہید ہی جامہ پہ ہے غضب
بجلی ہے یک قبائے سجائی پہن کھڑی

غوطے ہی کھانے لگ گئے دریائے حسن میں
میری نگاہ جب لب چاہِ ذقن کھڑی

جب سے نظر پڑا ہی میری وہ غزال چشم
میری نگہ بعینہ ہے بنکر ہرن کھڑی

کیا طرفہ بات ہے کہ جو کر جائے منہ سے بات
ہوتی ہے پھر بقوتِ اہل سخن کھڑی

دنیا میں اے نقی ہیں وہ عالی جناب فیض
رہتی ہے یہاں فصاحت ہندوکن کھڑی

خونیں نگہوں سے کوئی کیونکر بر آوے
آگے تیرے مریخ بھی کہہ الحذر آوے

گل رخ کے سوا غنچۂ دل وا نہیں ہوتا
سو بار گر اِلہٰی ہر کو نسیم سحر آوے

جس جا کہ بیان ہو لبِ شیریں کی حکایت
افسوس ہے گر یاد کسے شکر آوے

گر اس لب و دندان کی سنیں بحر و بر اوصاف
لعل آب ہو باہر نہ صدف سے گہر آوے

اشکوں سے جو سرسبز ہے باغ دل پُر داغ
امید ہے یکروز کہ پھولے ثمر آوے

تیر غمزہ ز نہار کسی سے نہیں رکتا
فولاد کی کیا کام ہمارے سپر آوے

بیہوشی سے ہم جانتے ہین اپنے کو ہشیار
ہو جائین گے دیوانے ذرا ہوش اگر آوے

خورشید ہے آگے تیرے یک ذرۂ ناچیز
تمثیل کو اے ماہ لقا کب قمر آوے

دشوار ہے یک مصرعۂ رنگین بھی رقم ہو
تا ہمرہ ہر حرف بخون جگر آوے

گر وہ متبسم ہو تو موسیٰؑ کی طرح سے
بے شبہہ نقے سیر تجلی نظر آوے

جو باد صبا کوچۂ دلدار سے نکلے
خوش ہے وہ ہوا جو چمن زار سے نکلے

خوشبو تیرے زلفون کی اگر جائے ختن کو
خون مشک کے جانا فۂ تاتار سے نکلے

المنت للہ کہ کسی سے نہ لگا دل
ہم دہر مین ہر غم کے گرانبار سے نکلے

گرمی نہو کیونکر اسے جنت کی ہوا سے
دلدار کے جو سایۂ دیوار سے نکلے

پہونچا ہے وہ زخم خم ابروے قاتل
یہہ کام نہ خنجر سے نہ تلوار سے نکلے

دنیا مین نقے کیا عجب افعی صفتون کو
عقرب کوئی گر گوشۂ دستار سے نکلے

کسکو خبر ہے کیا شد و کل کے روز ہے
کرتا ظہور کیا فلک کینہ توز ہے

رکھتے ہین سب جمال ولیکن جمال زر
پیر و جوان و طفل کو بہی دلفروز ہے

احوال پر یتیم کے آتا اُسیکو رحم
رکہتا طفولیت سے جو سینہ مین سوز ہے

ہے خار خوار جامہ دری سے جہان کیونکر
سوزن کو دوست رکھتے ہین جب جامہ دوز ہے

قالو بلیٰ کے شور مین ہے وہ نقے مدام
جسکو الست یاد ازل سے ہنوز ہے

دل جس سے لگا اُس سے جدائی نہیں ہوتی
دلدار سے زنہار بُرائی نہیں ہوتی

درویش کو دل چاہیے کونین سے آزاد
دنیا کی ہوس رکھہ کے گدائی نہیں ہوتی

کم ظرفون کو پچتا نہین توحید کا پیالہ
دریا کی صراحی مین سمائی نہین ہوتی

اے کنج نشین دل کو ٹہکانے سے لگا بیٹھ
خاطر کو پریشان کے صفائی نہین ہوتی

جو اپنا بہلا چاہتا ہے غیر کا نقصان
انجام مین کچھہ اسکی بہلائی نہین ہوتی

کیا طمع بُرا روگ ہے اللہ بچاوے
لقمان سے بہی اسکی دوائی نہین ہوتی

جو طالب دنیا ہے وہ ہے دین سے محروم
یک ملک مین دو شہ کی بسائی نہین ہوتی

کڑوائین نہ کیون لوگ نقے قول سے تیرے
ہوتی جو نصیحت سو مٹہائی نہین ہوتی

گرتی میری آنکہون سے جو آنسو کی لڑی ہے
رونا یہہ کہان ہے کوئی ساون کی جہڑی ہے

قد اُسکا صنوبر ہے کہ یا سرو سرافراز
نوخاستہ شمشاد کی یا کوئی چھڑی ہے

سوتون کو جگاتی ہے تیرے پاؤن کی آہٹ
پازیب کی بجنی جو پیا پی وہ کڑی ہے

بجلی کی تجلی کو دکہاتا ہے تبسّم
کم ابر سے نہین ہستی کی دہڑی ہے

مت توڑ نقے شیشۂ دل کے تئین نہا
کچھہ کم نہین پتہر سے ہے جو بات کڑی ہے

ناز و ادا جو اس بت ابرو کمان مین ہے
واللہ یہہ کرشمہ نہ حور جنان مین ہے

شرمائے دیکھکر گل لالہ کے پنکھڑی
سرخی لبون پہ یار کے وہ رنگ پان مین ہے

احسان وہ نہال ہے دنیا مین سربلند
جسکی زمین مین بیخ ہے سر آسمان مین ہے

جان بخشی میری ہوتی ہے لب کو ہلایئے
اعجاز عیسوی کا اثر گر زبان مین ہے

خواہش سے خوشنما نظر آوے ہر ایک چیز
لذت ہے جو کہ پیاس مین نے آب نان مین ہے

تعظیم تن کی جان سے ہے اس جہانکے بیچ
رونق ہر ایک طرح کی نگین سے نگا نین ہے

کہتا ہے کون گرد ہین خورشید کے کرن
کہیرا جفائے چرخ نے تیرہ سنان مین ہے

سودا سے سودہ زمین کیا جس نے عمر صرف

دھوکے سے ای نقے وہ سراپا نہیں ہے

کہون درد دل کیا مین بیدرد دل سے
ہوا سخت تر وہ تو پتھر کی سل سے

نہین لازم انسان کو آتش مزاجی
خدا ہمکو پیدا کیا آب وگل سے

برابر ہے دوزخ کے جنت مین جانا
جسے دخل جنت ہو روے خجل سے

نجانو ذرا ایک نقطہ کمر کا
مسی کی بنا پہلی ہوتی ہے تل سے

نقے وہ شہ حسن ہے کیا مبارک
ہمایون ہوا ہے ہما جسکے ظل سے

کیا فکر ہے گر آجکا دن کل سے بتر ہے
ہر روز مجھے روز گذشتہ پہ نظر ہے

دن صحبت مخلوق سے ہے میرے لئے شام
ہوجاتی ہے تنہائی جو شب وقت سحر ہے

پھرتا ہے بگولے کی طرح جو کوئی گھر گھر
ہر چشم مین وہ خوار ہے اور خاک بسر ہے

ایام گذشتہ مین سمجھتے تھے جسے عیب
کوری سے وہ اس دور مین سب عین ہنر ہے

ہر روز نیا رنگ دکھاتا ہے زمانہ
یہہ چرخ نہین کوئی بڑا شعبدہ گر ہے

کرتا ہے سیہ دل کو جو کرتا ہے سیہ دست
معلوم ہمین ہوگئی کیفیت زر ہے

دنیا کو وطن جان نقے دل نہ لگانا
ہم مثل مسافر کے ہین درپیش سفر ہے

جب وزد حنا یار کی ہر پور پر آئے
سو آبلے میرے دل پرشور پر آئے

وہ بوقلمون رنگ کا اوڑھا جو دوپٹہ
دو طرفہ خط عیب پر مور پر آئے

جیتے تو وہ ہرگز نہ ملے میرے سے جی ہار
جب مرگیا تب پھول لئے گور پر آئے

لڑکے ہین سرشک انکو نہ آنے دو لب بام
گر جائین گے پلکون کے اگر تور پر آئے

جلوے تیری صورت کے جمے جب کہ نگہ مین
مانند پتنگ اوٹتے نظر ڈور پر آئے

مین شام سے تنہا انکی ملاقات کا مشتاق
شب یون ہی کٹی حیف ہے وہ بھور پر آئے

ورزش ہوئی شاید کہ طبیعت کو نقے آب
اشعار تیرے واہ بڑے زور پر آئے

آنکھہ بہتر شے ہے پر اسمین اثر یہہ بھی تو ہے
جسکو کہتے ہین نظر اتنا ضرر یہہ بھی تو ہے

کیا فقط صحرا مین تاجر کو ہے اک رہزن کا خوف
ڈوبنے کشتی کا دریا مین خطر یہہ بھی تو ہے

ایک ہی صیاد اک ہی صید اس عالم کے بیچ
گرچہ مثل باز صعوہ دشت پر یہہ بھی تو ہے

فکر زاد و راحلہ ہے ہر مسافر کو ضرور
عاقبت کا کچھہ تو کر توشہ سفر یہہ بھی تو ہے

پرورش بچے کی فضل حق سے دشوار نہین
مہر مادر ساتھہ الطاف پدر یہہ بھی تو ہے

کب مگس طبعون کو ہے محبوب شیرین لب کی قدر
ورنہ سب غوغا مچاتے ہان شکر یہہ بھی تو ہے

ہے خدا مختار امید مغفرت اس سے ہر لیک
بخشدے بے پا کرے تعذیب ڈر یہہ بھی تو ہے

اشکباری میری اور بارش مین کیا فرق اے نقی
آہ برق اور نالہ رعد اور چشم تر یہہ بھی تو ہے

بوریا جب تک ہر گھر مین بوریا کی سیر مین ہے
موج خط بوریا ہر ایک شور و شر مین ہے

پر تو قدرت نے ہر ذی بال کو بخشا ہے زور
قوت پرواز جب طائر کے بال و پر مین ہے

آبرو عزت سے قدر و منزلت رہے بحال
قیمت آتی ہے برابر آب جب گوہر مین ہے

خاک سے پیدا کیا ہم کو خدائے پاک نے
فی الحقیقت راحت تن خاک کے بستر مین ہے

ڈھونڈتا جسکو پھرا مین دہر مین چون گرد باد
کھل گئی جب آنکھہ تو دیکھا وہ اپنے گھر مین ہے

رنج راحت کا سبب ہے بہر اصلاح مزاج
زخم جان افگار کو فصاد کے نشتر مین ہے

نامۂ اعمال بد اشکون سے دھوئے اے نقی
مغفرت کا مایہ کیا تیری نہ چشم تر مین ہے

تمام شد اشعار اردو

غزلیاتِ فارسی

دو جاهل گر بهم جنگند صد شر می شود پیدا
ز سر کوبی سنگ و آهن اخگر می شود پیدا

ترا گر جوهری باید بفکر اندر خمش بنشین
صدف بند و چو لب بگشاید گوهر می شود پیدا

بدشمن دوست زود راحت از خواهی ز هر رنجی
که حب و بغض در دنیا پس از زر می شود پیدا

جهانی فرش راحت گشته ای عیسی نفس بگذر
بجای نقش زیر پای تو سر می شود پیدا

شها ما را مده انعام گر بر سر مهی نیست
کزین مرهم جراحت چیز دیگر می شود پیدا

جهان گر خالی از یک ظالمی شد کی خوشی باشد
بگفتی زود فرمان دیگر ستمگر می شود پیدا

لقمه اهل توهم را اگر بر فرش گل خوابد
خلش بی خار در پهلو ز بستر می شود پیدا

جانا ز چهره باز برافگن نقاب را
بنمای روی رشک ده آفتاب را

بر اسب چون سوار شود مه جبین من
بوسد باشتیاق مه نو رکاب را

آنرا که پیشوا شده شیطان نابکار
گیرد باختیار ره ناصواب را

آید بتاب چون برخت زلف عنبرین
قربان کنند اهل خطا مشک ناب را

گر آرزوست راحت دیگر جگر بسوز
غلطان بر آتش ست ندیدی کباب را

ناصح بعاشقان نبود پند سودمند
برطاق طارم فلکی نه کتاب را

بیدار باش در طلب یار ای لقمه
هر دم بآب دیده بشو کحل خواب را

باز پرسیدم آن بت جامه زیب را
در نظرم عیان کنید صورت دلفریب را

نخل قدت درین چمن بوالعجب ست از دو قن
کیست که دید جانمن بر سر سرو سیب را

وصل تو ساختم طلب زان شده تو در غضب
توبه کنم بصد ادب محو کن این عتیب را

Muhammad, at Lahore

هرکه بدید سوی تو گشت مقیم کوی تو | باز بگوز روی تو چون بکنم شکیب را

حال دلم بوا جبی نیست بنزد تو خفی
عرض همین کند نقی بوسه زند رکیب را

ساقیا برخیز و درده جام را | زیر پا کن گردش ایام را
برفکن برقع زروای مه جبین | تا کنی چون روز روشن بام را
مهربانی کرده چون مهر منیر | پخته ساز این آرزوی خام را
ای فلک بارے بهر مکر و فسون | رام من کن آن بت خودکام را
تا بدوشادوش من باشد مدام | چون دو مغز اندر یکے بادام را
باده حسن تو سرشارم کند | محو سازم وقت صبح و شام را

دارم امید اے نقی از کردگار
بگذرانم از خوشی ایام را

ای کنه ذات تست برون از گمان ما | وصف تو برتر است ز شرح و بیان ما
ما سفره‌ویش را که تعقل نمیکنیم | کی پی برد بتو خرد خورده دان ما
شکر خدا که بار امانت کشیده ایم | از آسمان گذشت بلندی شان ما
دست زمانه لقمه خوش گرد هیچ خور | آمیخته بزهر نموده است نان ما
تنها بمانده ایم در یغا بزیر چرخ | یکیک گذشت و رفت همه کاروان ما

برتازگی باغ حیات ای نقی مناز
هیچ ست این دو روزه بهار و خزان ما

ردیف بائے موحده

بحمد الله چه دولت دارم امشب | که آمد در برم دلدارم امشب

بقد سروی برخ چون ماهتابی — نماید دمبدم دیدارم امشب
بپا افگنده غلغال مرصع — کند ناز از او گفتارم امشب
عروس ارجامه خوش پوشید من هم — بزیر پیرهن زرتارم امشب
شده خود مست و مستانه پس انگاه — دهد یک ساغر خمارم امشب
نه میدانم که از دور پیاپی — نماید تا کجا سرشارم امشب
مغنی نغمهٔ شادی برآرد — که گوید بر در و دیوارم امشب
مبارک این عروس و نوشهی باد — تعالی الله چه برخوردارم امشب
برقص آیند این زهره جبینان — که تا وقت سحر بیدارم امشب
چنین محفل مدام اندر نظر باد — باین سامان که خوش میدارم امشب

بدستم دامن دولت رسیده است
نبگذارم که بس هشیارم امشب

ردیف "تاے فوقانی"

حال دلم از چهره عیان ست بیان چیست — چون پرده میان من و تو نیست نهان چیست
شمشاد خدا گشت ببالای تو صد بار — سرو چمنی پیش تو ای سرو روان چیست
ای دل دم تقریر ببندیش چه گویم — بی فکر سخن گوی اگر جرم زبان چیست
هر کس بمکافات عمل قید بلائی ست — گر غور نمائی به کسے جور زمان چیست
این هستی مانیست بجز صورت موهوم — بیهوده از خود طلب نام و نشان چیست

بی برگیے من نیز نقصے طرفه بهاریست
سرسبز نیم شاد ندانم که خزان چیست

یار گرامی تو این کار نکو نیست — اقرار نمودن پس انکار نکو نیست

دشنام مرا سے وہی و خوش شوم اما
بیحرمتیم بر سر بازار نکونیست

ناصح بگو آہستہ بالین کہ علیلم
رنجیدگی خاطر بیمار نکونیست

نازک چو بود خاطر دلدار ز گلبرگ
سہوا بہ کسے تذکرۂ خار نکونیست

گر بندۂ خوشباش بہ تقسیم خداوند
این چون و چرا در کم و بسیار نکونیست

آنرا کہ سراز رایحۂ زلف تو مست ست
ہرگز گذرا ز کوچۂ عطار نکونیست

خوب ست پسِ پردہ نقے سیرِ تجلی
موسیٰ صفتم خواہش دیدار نکونیست

گر موافق نیست یار از یار یاری مشکل ست
ہر کرا قدری نباشد جان نثاری مشکل ست

فضل محض ار رتبتے بخشید کی باشد شرف
غیر استحقاق خدمت ہا عماری مشکل ست

زیر تیغ ظلم جاے گریہ چون خندد کسے
جمع کردن خندہ را با آہ و زاری مشکل ست

با نگاہ تیز او من چار چشمی چون کنم
بر دم شمشیر بُران سرگذاری مشکل ست

ہر کہ با ناز و تنعم زندگانی میکند
زندگیش در جہان با رنج و خواری مشکل ست

مردن آسان ست لیکن نازمان در کِ موت
تلخی یادش از در دانتظاری مشکل ست

صلی اللہ علیہ وآلہ
ای نقے بیرون مشو از قید شرع مصطفےٰ
واصحابہ بارک وسلم
ورنہ روز بعث و نشرت رستگاری مشکل ست

اے یار آرزوے تو پختہ عمارت ست
از بہر زندگی دو روزہ چہ حاجت ست

نیکی گذاشتہ پس بدِ میروی چرا
اعمالِ زشت موجب صد گونہ آفت ست

ماہی و مرغ و شہد و شکر نعمت ست لیک
نان جوین لذیذ با ہل قناعت ست

صاحب شعور را نبود احتیاجِ وعظ
از دیدہ حال خلق بہر جا ہدایت ست

صد سال رفتہ ایم و بمقصد نمیرسیم
با آنکہ در میان رہ یکدم مسافت ست

آلودہ گنہ نشود ہرگز اے نقے

آنرا که هول پرسش روز قیامت است

ابروی خمدار نوجوانان هلال دیگرست
فتنه را سرو روان تو نهال دیگرست

محو اند رنج گشتن نفع میدارد ولیک
گفتگوی عشق بازی قیل و قال دیگرست

هر که پیش از مرگ میرد زنده گردد جاودان
مردن اندر زندگانی انتقال دیگرست

ای که با مه طلعتان دل میدهی خود را ببین
بهتر از حور و پری حسن و جمال دیگرست

گرچه هر یک عاشق نقش و نگارست ای نقی
سینه صافی از دو عالم این کمال دیگرست

ردیف دال مهمله

گر زاغ را بر آن شه خوبان فدا کنند
گردون هما بر اوج هوا چون رها کنند

زنهار غم مخور اگرت بی نوا کنند
نیکوست انچه کارکنان قضا کنند

انسان را لجاجت بیجا کند ذلیل
اهل شعور کی به کسی التجا کنند

زلفش کجا و نسبت مشک ختن کجا
از فهم نادرست چه مردم خطا کنند

در باغ شبنمی شدن گل بهار نیست
آب و هوا ز بر مزخرفان آشنا کنند

بیمارم از فراق و علاجم بود وصال
به چون شوم خلاف مرض گر دوا کنند

گر آرزوست دیدن روی نکوی یار
ای طالبان دوست دل خود صفا کنند

شمار اهل فقر نقی آن گروه را
گر آمدند شدی بدر اغنیا کنند

هر کرا سودای زلف یار دل خون میکند
بر سر هر تار مویش دیده جیحون میکند

جیش ناخوش می شود بی یار گر یکدم بود
حضر تنها زندگی خوش در جهان چون میکند

هر کرا عادت نباشد جز وفا و کج روی
او سلوک از دوستان چون چرخ وارون میکند

ضبط کن سوز محبت تا توانی ای عزیز
گر نمائی آه عشق از حلقه بیرون میکند

چون شوم بیرون ز سیر گلستان ای نقی
چشم فتانش دمادم بر من افسون میکند

تا میان دهنت لخت زبان میگردد
نرم گو نرم و گر سخت زبان میگردد

زندگی زیر فلک دیر نمودن چه خوشست
عاقبت تیر قد از غم چو کمان میگردد

تیغ زن تیغ ولے زخم زبانی مرسان
وین جراحت نه شود به که نهان میگردد

کوه زر کاه بود بے طلبی بخشیدن
چون طلب رفت گهی نیز گران میگردد

اے نقی خاطر وابستهٔ باغ ست و بهار
چشم بکشا که بیک طرفه خزان میگردد

سواری نوشه چو از کوه برآمد
صدائے مبارک ز هر سو برآمد

معطر بدانگونه گردید محفل
که گویا چمن را ز شبو برآمد

نشسته بجیغه طلب دل در پیش نوشه
عروسی چو مهتاب خوشه برآمد

ز نقاره و نوبت و نائے زرین
بصد تهنیت بانگ تو تو برآمد

دو بالا شده جلسهٔ بزم شادی
صف لاله گون چون لب جو برآمد

چه گویم چو یک تخته نو بهاری
پس و پیش نوشه ز مدعو برآمد

نقی بر در و بام بهر تماشا
ز کنج خفا خلق هر سو برآمد

ردیف ضاد معجمه

هست چون آئینه بهر حق نمائی روئے فیض
گر توانی چشم بکشا و خدا جو سوئے فیض

روزے از جیب گلستان جنان سر برکشد
هر که مستحکم بگیرد دامن بازوئے فیض

در نبی نوع بشر کس نیست مانندش بخلق
بر فلک گردد ملک شرمنده از خوشخوئے فیض

ہیبت حق در جبین فیض بینم آشکار
ہمچو رو بہ میرد شیر از سگان کوئے فیض

ہر کہ شاگردِ جنابِ فیض شد اُستاد گشت
کیست اُستادی کہ ساز د جلسۂ ہمزانوئے فیض

آرزوے سایۂ طوبیٰ ندارم اے نقی
بر سرم کافیست ظلِ قامتِ دلجوئے فیض

ردیف کافِ عربی

بنوشہ این شبِ نیکو مبارک
بت خوشرو کمان ابرو مبارک

نشینی بر سریرِ پادشاہے
ترا گویند از ہر سو مبارک

معطر کردہ تن از عنبر و بان
شمیم گیسوئے خوشبو مبارک

خرامِ نازیک طاؤس ملنے
بصحن اندر قدِ دلجو مبارک

پری پیکر لب شکر سمن بر
عجب دلبر عجب خوشخو مبارک

نقی سازد دعا آمین جہانی
بنوشہ گوید از ہر سو مبارک

ردیف کافِ فارسی

خوش نغمہ بندگان شکم را صدائے دیگ
رقصند دانہ وار بجوش از لقائے دیگ

ہر جا کہ دیگ پختہ ز بازارے برند
دون ہمتان خام دوند از قفائے دیگ

بہتر بود مگس کہ ہمے آید و رود
جنبش دلے خسیس نسازد برائے دیگ

آہن رباشدست مرغن مگر طعام
آرد کشان کشان سوے مطبخ ہوائے دیگ

کفگیر وار نیت ناکس شود نہ سیر
گر صد ہزار بار در آید بپائے دیگ

مکارگان نگر که بملبوس مستعار
ساز ند زیب جسم چهار از برای دیگ

هم اغنیا ز روز پوشند جامه خوب
تا هم مراد گردد و هم رونمای دیگ

بی اذن بر بساط نشینند و شرم نیست
ته دیگ گفتن آر بیا ای خدای دیگ

در خانقاه و مدرسه و مسجد و کنشت
هر ذکر و فکر نیست بجز مدعای دیگ

هر جا که دست بهر مناجات گسترند
آمین یکی نماید و دیگر دعای دیگ

آنانکه جاد هند بیکی لقمه لذیذ
بر باد میرود دسرشان در ولای دیگ

جائیکه لشونده که مغمور شد طعام
آهی کشیده سرد بگویند های دیگ

خواریست در زمانه بسیار خوارگی
کو چک شکم چرا نکند التجای دیگ

ای یار بهر لقمهٔ چرب آبرو مریز
هر جا که گوشت زشود وه وهای دیگ

بهر لئیم طبع حریصان روزگار
اندک رقم شده است ز صد ما جرای دیگ

بر عکس ای لقی همه دانند حال تو
مانند بوقرار نمائی ز جای دیگ

ردیف النون

چه آسایش بود دلبی یار سیر بستان کردن
چو بلبل در چمن پرفتن ز هجر گل فغان کردن

ز رسوائی و تنهائی چه غم در عشق واجب شد
ز ننگ و نام گذشتن و ترک خانمان کردن

ز اشک گرم و آه سرد خود اظهار شد حالم
که عشق و مشک را خوش گفت نتواند نهان کردن

بیا پیچیدن از شمشیر و شو آلله کردن
که پیچیدن ز شمشیر و شو آلله کردن

بهار گل دمی آید رود کوراحت ای بلبل
بگو پیوسته عمر خود ترا صرف خزا کردن

ثنای عدل وجود را چه چند و بعل بس باشد
چه حاجت ذکر و وصف حاتم و نوشیروان کردن

سخن هرگز نمیرد کز ما شش زنده میدارد
کجا بی نفع باشد ای نقی وصفش نسان کردن

برو خلق بیامیز و هر لجا باشین
ولی نهان بدل جمع با خدا باشین

چرا غبت بی زر همچو باد میگردی
بود گدازش دل عین کیمیا باشین

گر آرزوست کت پا بوسش نصیب شود
چون خط جاده شب و روز بر رها باشین

کدام روز شود کان نگار پیش آید
که گوید بکنار آئی مرحبا باشین

کشاده چشم دل منتظر براهش باش
همیشه گوش بر آواز آشنا باشین

بیار بد نشین از برش گریزان باش
ضرورت ار بودت رو بازدها باشین

ترا هر آنچه نیاید بکار محشر
بفرق او زده یکبارگیت پا باشین

نقی زمانه بغفلت گذار خنده مزن
بهوشیار بگوید که در کجا باشین

تمام شد غزلیات

فارسی

کلام متفرقات

سابق
در توصیف رای هیرالعقل جیو معتمد پیشکاری سرکار عالی در صنعت تعمیه

روزے کہ عزم راجہ من برکرم شود — امید وار راسخ و ثابت قدم شود
یادش ز بند محنت و غم میکند رہا — ہر آرزو کہ ہست بدل بیش و کم شود
یکسان ست لطف و عاطفتش با بزرگ و خرد — روشن چو نور مہر کہ بر خشک و نم شود
ایزد دوام دولت او را کند فزون — لایق حصول منصب و جاہ و حشم شود
عمان صفت مدام زند موج خرمی — لازم ہر آنچہ ہست بر آن ہم بہم شود
زین وصف و عرض نام برآند جملہ شعر — حرفے بیکے چو از سر سر مصرعہ صنم شود

یارب تو التجاے تقی مستجاب کن
دولت مدام از پے تسلیم خم شود

خمسجات
خمسہ بر غزل عشرتی

سوزن ز نگاپوی پیچندان گلہ دارد — نے رشتہ از کشمکش آن گلہ دارد
زان گونہ قبایم کہ فراوان گلہ دارد — از پنجہ من چاک گریبان گلہ دارد
وز گریۂ من گوشۂ دامان گلہ دارد

از گرمے عشق ست سراپا تنم آتش — افروختہ دز زہر بن موے کنم آتش
در خاک گہے گاہ در آب افگنم آتش — گہ بت شکنم گاہ بمسجد زنم آتش
از مذہب من گبر و مسلمان گلہ دارد

از ہجر تو پا بردم شمشیر بماندم — با شیر فراقت ز برد زیر بماندم

از زندگی اکنون شده بسیش بیامم | از بسکه بزندان غمت دیر بماندم
زنجیر بجنبید آمد و زندان گله دارد

زین بیش چه وصفت کنم ای عیر گلزار | قربان تو حورست و پری فرق بدیوار
اینک بزبان آمده از لذت دیدار | دامان نگه تنگ و گل حسن تو بسیار
گل چین بهار تو ز دامان گله دارد

هیهات زچشم ست که در کام تماشا | هرگز ندهد سیر من جام تماشا
صد بار نگه مے فتد از بام تماشا | در بزم وصال تو بهنگام تماشا
نظاره زجنبیدن مژگان گله دارد

مے گفت چه خوش ناصح دانا بمن امروز | با مخلص خود اے نقی این پند بیاموز
معشوقهٔ خود را ز غضب چهره میفروز | گه گریه و گه خنده و گه آه جگرسوز
اے عشرتی از وضع تو جانان گله دارد

خمسه

فدائے سرو قدت سرو جویبارانند | خجل ز روے تو گلهائے نوبهارانند
پریرخان جهان جمله باجدانند | غلام نرگس مست تو تاجدارانند
خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند

مرا چو شمع بفانوس بود سوز و گداز | که جز من و تو نکس داشت آگهی زین راز
ولے چه گویمت اے شاهد سراپا ناز | ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز
وگرنه عاشق و معشوق را زدارانند

به آه و ناله چو شب ها سحر کنی بنگر | بگریه دامن خود روز تر کنی بنگر
اگر بخت برویش نظر کنی بنگر | بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر
که از یمین و یسارت چه بیقرارانند

چو عندلیب بباغ آی در بهار ببین
بپای چشم بکن سیر لاله زار ببین

مترس از خلش خار جان فگار ببین
گذار کن چو صبا بر بنفشه زار ببین

که از تطاول زلفت چه سوگوارانند

بزهد زاهد طاعت گزین مکن نخوت
بعلم واعظ منبر نشین مکن نخوت

تو انگر از همه بالانشین مکن نخوت
رقیب در گذر و بیش ازین مکن نخوت

که ساکنان درِ دوست خاکسارانند

بطمع خلد چه تقلید هر لباس برد
نظر بجور کجا زین هوس هراس برد

ز آب کوثر و باغ جنان بیاس برد
نصیب ماست بهشت ایخدا شناس برد

که مستحق کرامت گناهگارانند

بر آستانهٔ او من نه جبهه سایم بس
بصبح و شام خدارا من ستایم وبس

نه من فقط صفت حسن او نمایم وبس
نه من بر آن گل عارض غزل سرایم وبس

که عندلیب تو از هر طرف هزارانند

پیاده می روم و همرهان سوارانند

شراب صاف کش و مستی جوانی کن
میان خانهٔ خمار پاسبانی کن

هر انچه ساقی ما گفت تا توانی کن
برو بمیکده و چهره ارغوانی کن

مرو بصومعه کانجا سیاهکارانند

تقی ز دام محبت رها شکار مباد
اسیر طرهٔ محبوب بیقرار مباد

خیال مخلصی از قید زینهار مباد
خلاص حافظ از آن زلف تابدار مباد

که بستگان کمند تو رستگارانند

خمسه

آنانکه سنگریزه دُرِ بی بها کنند
آنانکه جسم تیرهٔ آهن طلا کنند
آنانکه جا بر آتش و آب و هوا کنند
آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود که گوشهٔ چشمی بما کنند

از امتحان شکسته شود شان مدعی
دارد بسی معارضه برهان مدعی
آخر شود فسرده بتن شان مدعی
دَردم نهفته به ز طبیبان مدعی
باشد که از خزانه غیبم دوا کنند

شاید حجاب از سیر منظر نمیکشد
خطی به محو حرف مقدر نمیکشد
نقشی که بسته است مکرر نمیکشد
معشوقه چون نقاب ز رخ برنمیکشد
هر یک حکایتی بتصور چرا کنند

ما را که در دل از هوسی نکته میرود
از عقل خام هر نفسی نکته میرود
زاید ز حد دسترسی نکته میرود
حالی درون پرده بسی نکته میرود
تا آن زمان که پرده برافتد چها کنند

یعقوب وار منتظر روی یوسفم
اندر خیال قامت دلجوی یوسفم
در آرزوی دیدن گیسوی یوسفم
پیراهنی کزو برسد بوی یوسفم
ترسم برادران غیورش قبا کنند

ترسنده از خدا و گنه گار در حجاب
درمانده زنفس بد اطوار در حجاب
محمل ز خوب شکل و دل آزار در حجاب
مے خور که صد گناه ز اغیار در حجاب
بهتر ز طاعتی که بروی ریا کنند

تقدیر را موافق و یاور نمیشود
کس اے فقی برای تو رهبر نمیشود
حاصل مراد بر دل مضطر نمیشود
حافظ مدام وصل میسر نمیشود

سایهان کم النصاب بحال گدا کنند

خمسه بر غزل محمود غزنوی

پختم بسی خیال ولے جملہ خام شد
غائب ز پیش چشم چو سبزہ بہ بام شد

آخر حسود من بخدا شاد کام شد
امروز دیگرم بفراق تو شام شد

در آرزوے روے تو عمرم تمام شد

از حد گذشت بار خدا انتظار من
ہر روز ابتر ست و لا حال زار من

اکنون بصبر ہیچ نماند اختیار من
آمد نماز شام و نیامد نگار من

اے دیدہ پاسدار کہ خوابم حرام شد

آفاق را چو کرد مسخر کمال دوست
یکدست بار خلق شدم از خیال دوست

گشتم چو خاک تا کہ شوم پائمال دوست
بستم بسے خیال کہ بینم جمال دوست

آن ہم نشد میسر و سودائے خام شد

بر بند یار طرۂ گیسوئے مشک فام
کن سیہ آسوان ختا و ختن تمام

بہر اسیری دل من ہست لا کلام
خال تو دانہ دانہ و زلف تو دام دام

ہر غنیکہ دانہ دید گرفتار دام شد

آن تاجور کہ خسروی خاص و عام داشت
مہر آیاز در دل وے چون مقام داشت

پیداست از لقب چہ فزون احترام داشت
محمود غزنوی کہ ہزاران غلام داشت

عشقش چنان گرفت غلام غلام شد

تمام شد خمسیات

تاریخات

تاریخ تیاری مکان المعروف بہ فلک نما بر کوہ ٹانکی سمت جنوبی بیرون بلدہ
از سرکار نواب وقار الامرا بہادر معین المہام سرکار عالی

ٹانکی پہ بنا پائی مشیں جو عمارت
شملہ کے برابر ہے اثر وہانکی ہوا کا
لکھا ہے نقے یون سرجادو یہ تاریخ
کیا قصر مبارک ہے وقار الامرا کا
۱۳۰۳ھ

دیگر در فارسی

آبادے این کوہچہ موسوم بہ ٹانکی
چون شملہ در آسایش جان صبح و مساء
ہاتف ز نقے سال دعائیہ چنیں گفت
این قصر مبارک بہ وقار الامرا باد
۱۳۰۳ھ

دیگر

گشت گردون وقار این ایوان
چہ عجب گر نعیم باید گفت
ہاتفے گفت سال تاریخش
جاے سیر عظیم باید گفت
۱۳۰۴ھ

عمارات وقار الامرائی
۱۳۰۳ھ

دیگر

سنگانی منظر
۱۳۰۲ھ

تاریخ نور الانبیا کہ زہر خوردہ فوت شدند

چو نور الانبیا از دست دشمن
بغفلت زہر را خوردند ناچار
شدہ تردیدہ ہاتف گفت تاریخ
بگوشش بار افسوس آہ دہ بار

۱۳۰۲ھ

تاریخ تولد فرزند ہیر العل ۔ مسمّی بہ گنہیا لعل

دادا یزدا ے ہیر العل را
چون بالطاف و کرم دلدار نیک
سال مولودش بگوش جان ہین
ہاتفے فرمود برخوردار نیک

۱۲۹۳ھ

تاریخ تیاری بنگلہ حضور پر نور دام اقبالہ والی دکن

میر محبوب علی خان نواب
صاحب اقبال زہے عالی نام
قدردان سخن و اہل سخن
در سخن سنجی او نیست کلام
مسند آصفیہ روشن از وست
زوست کار ہمہ گیتی بنظام
عادل و با دل و عالم پرور
حاکم وقت و رئیس اسلام
دولتش قائم و دایم باشد
تا بود این فلک مینو فام
حکم فرمود و عمارت کردند
اہلکاران چو مکان آرام
سال تاریخ نقی عرض نمود
خوش نما بنگلہ با جاہ مقام

۱۲۹۷ھ

تاریخ جلوس و مسند نشینی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

دکن کے حاکم ہین سلامت
رہے مدام انکا نام جاری
نقی کہا سر سے آگہی کے
ہوا ہے حکم نظام جاری

۱۳۰۱ھ

تاریخ وفات رای درگا پرشاد منصب ار علاقه دار مهاراجه بهادر

درگا پرشاد صاحب خوش خلق — رفت جائیکه میرود هر کس
از قضا چاره نیست صد افسوس — در ره مرگ میدود هر کس
ها لقی گفت سال تاریخش — زیر دست اجل شنود هر کس
۱۳ ۱۰

تاریخ وفات رای بچو لعل تمکین علاقه مهاراجه بهادر

رای بچو لعل را توصیف سازم سرسری — میدهم یک چند طبع خویش را جولانگری
در رباعی و غزل هم در قصاید مثنوی — شعر او پهلو همیزد با کلام انوری
در بلاغت هم فصاحت عرفی این عصر بود — شکرین گفتار چون طوطی مقال خسروی
می نوشتی خوب تاریخ از یکے بل صد هزار — زود تر اینک سوال آری جواب اینک بری
ذهن صافش صاف کردی عقده های پیچ پیچ — همچو دریا بیکران در فهم او پهنا وی
سال هجری عیسوی در مدح دیوان کن — بست در یک شعر چل پنج عجب صنعت گری
از عروض و قافیه علمش چو بحر موجزن — وز طبابت هم نجوم انشا و خط دانشوری
در زبان فرس و اردو گوی سبقت برده بود — جز جناب فیض با او کس نه کردی همسری
اوستادان پیش او زانو بتا گردی زدند — زانکه شعرش داشت از اشعار هر یک برتری
لفظ و معنی دست بسته پیش او حاضر مدام — طالع از یک برج گشته همچو هره مشتری
ذره لفظ از بیانش داشت تاب آفتاب — معنی از شرحش طلوع آفتاب خاوری
با چنین علم و ادب اخلاق در دنیا نبود — میر بودے خاطر هر کس ز راه دلبری
حیف اوستاد اینچنین برخاست میباید نشست — قابلان را عمرها بر فرش ماتم گستری

ای نقی هاتف گزشته ازسبزم طرب | گفت (نمکین ازهمه بگشت) سالش شمری
۱۳۰۳ھ

تاریخ دیگر

راے بچو لعل نمکین زینجهان | چو قضا شد یکجهان شعر رفت
سال تاریخش بطرز قعسیه | هاتفی فرمود جان شعر رفت
۱۳۰۳ھ

دیگر

یکتا بسخن نهے بچو لال | در کنج عدم شده گوشه گزین
سال فوتش نقی رقم زد | اے آه ببرد نمکین نمکین
۱۳۰۳ھ

تاریخ تولد فرزند مصنف

چون نهاد اے کریم داد بمن | شیخ احمد پسر نکو بنیاد
سال تاریخ او رقم کردم | تا جهان ست در جهان ماناد
۱۲۸۰ھ

تاریخ شادی راجه شیوراج دهرم ونت بهادر

شد محفل ازدواج معقود | هر دوست بنا بگو مبارک
مانند نقی بخوان بشادی | رسم شادی تو مبارک
۱۲۸۴ھ

ایضاً

عقد شد چون بزم رسم ازدواج | یافت جان آرام و شد آباد دل
زد رقم سال جلوس او نقی | دارد این شادے همیشه شاد دل
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات نقارچیان که در واقعه قتل شدند

بشنو ای خواجه من واقعه — گشت ناگه دو خون در صندل
سال تاریخ بگفتا هاتف — قتل نقارچیان شد باجبل
۱۲۸۴ھ

تاریخ رحلت نواب افضل الدوله بهادر مغفور رئیس دکن حیدرآباد

افضل الدوله چون زدنیا رفت — صار اعلی الاعلی مقام له
هاتفے گفت سال تاریخش — نور الله دام مضجعه
۱۲۸۵ھ

تاریخ بناے مسجد بالوجی

از پی طاعت معبود کریم — یافت این خانه چو بنیاد وی
سال تاریخ نقے کرد رقم — مسجدی ساخت بنا بالوجی
۱۲۸۳ھ

تاریخ تیاری مکان راے سیوک رام

چو سیوکرام از فضل الٰہی — مکانی نو خرید و طرز خوش داد
نقے تاریخ سالش کرد تحریر — دوام این خاص ایوان آباد
۱۲۸۳ھ

تاریخ تیاری مکان راے ہیرالعل

راے ہیرالعل عالی منزلت — مشتہر باحسن و اخلاق و عطا
دانش او عقدہاے پیچ پیچ — حل نماید سہل و مے بخشد صفا
چون بنا فرمود بہر خویشتن — خانہ خوش وضع از فضل خدا

سال تاریخش نقی تحریر کرد
دل کشے این قصر عالی شد بنا
۱۲۸۳ھ

تاریخ تولد فرزند ماتا پرشاد عرف متوراجہ ساکن حسینی علم علاقہ نواب دلاور النساء بیگم صاحبہ نائب سلطنت

منت خدا را بما تا پرشاد
فرزند سر آمدہ چہ نیکو بنیاد
سال تولدش نقی کردہ رقم
عمر پسر بطول حیدرآباد
۱۲۸۳ھ

در تہنیت جلوس حضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر

بہ محبوب علی خان ریاست مبارک
اے دلش خرم و شاد باد
نقی سے کند عرض سال جلوس
سراج نظامیہ آباد باد
۱۲۸۵ھ

وَلَہٗ

شد چو سلطان دکن محبوب علیخان نامور
غلغل شادی برآمد از میان طبل و کوس
گفت در گوش ضمیرم ہاتفی فرخندہ فال
شاہ مدظلہ معروض کن سال جلوس
۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات حضرت اُستادنا و مولانا جناب فاطمی میر شمس الدین محمد فیض

خبر رحلت جناب فیض
چون شنیدم قرارم از جا رفت
سال تاریخش بچنین گفتم
اُستاد جہان ز دنیا رفت
۱۲۸۳ھ

ایضاً

صبح صافی سینه را از رشک این سنگ صفا
چاک نزد اندر گریبان سر بیفگنده خجل

سال وی بگذشته از فرق بدیهائم رسید
شد کام بنای بس معلی خوابگاه اهل دل

۱۲۸۳ھ

تاریخ تقریب وفات مولانا غلام امام خان شاعر

چون غلام امام خان صاحب
رفت اندر بهشت علیین

هاتف از سال وصل داد خبر
بر ملایک ملک بگفته قیرین

۱۲۸۵ھ

رحلت الفقیر کی ہر گز نمیرد صدا ۱۲۸۳ھ

ایضاً

چون جناب ملک شدند نجلد
جمله احباب چشم نم کردند

سال تاریخ گفتم از سر آه
هجر هجرت سوے عدم کردند

۱۲۸۵ھ

تاریخ مکان خواجه پادشاه فیض الدین خان بهادر اقبال الدوله

پی خواجه بادشاه با شکوه
عمارت شد ایوان چون خجسته

چنین گفت هاتف بگوش دلم
که معروض کن (قصر خورم بنا)

۱۲۸۹ھ

ایضاً

مشکوی خواجه بادشاه از فضل کردگار
شام و سحر ز عیش و طرب دلکشا بود

سال بناش از سروش آمده بگوش
این قصر استوار چو بام سما بود

۱۲۸۹ھ

تاریخ رحلت رای تاراچند علاقه راجه بالا پرشاد مهاراج دیراج بهادر

۱۲۸۰

چو عزم ملک عدم کرد رائے تاراچند
ز سال نقل خبر داد ہاتفے بہ نقے

برآمد از لب ہر خویش و آشنا فریاد
برفتہ حیف ز عالم زہے کریم نہاد

۱۲۸۵ھ

تاریخ رحلت جناب معصوم شاہ صاحب

آنکہ معصوم شاہ بود علے
سال تاریخش از نقے بشنو

چون برفت از جہان جان فرسائے
جائے او گشت جنت المأوائے

۱۲۸۳ھ

تاریخ تولد سوم ین لعل پسر رائے ہیرالعل معتمد پیشکاری

خلاق اکبر بارائے [illegible]
ہاتف بگفتہ اند ضمیرم

فرزند نیکو کردہ حوالہ بہ
عمرش بدادہ صد و بست سالہ

۱۲۸۴ھ

ایضاً

بہ ہیرالعل چون معبود سبحان
نقے در گوش جانم گفت ہاتف

بلند اختر پسر کرد عنایت
چراغ نیک تاریخ ولادت

۱۲۸۴ھ

ایضاً

چون عطا یافتہ بہ ہیرالعل
سال مولود نقے عرض نمود

ابن ذیشان زہے نور چشم
راحت جان زہے نور چشم

۱۲۸۴ھ

ایضاً

خدا داد فرزند ہارائے صاحب

امید است خوشحال پیوستہ نام

نقے سال تاریخ معروض نما		بصد عزت اقبال پیوستہ نام ۱۲۸۵ یک عدد تخمر جہ ۱۲۸۴ھ	

تاریخ اختتام دیوان
از مصنف

بہر ابقائے نام دنیا ہین سال تاریخ طبع ہاتف نے		کوئی شئے شعر سے نہین مافوق کہدیا فی البدیہ — شربت شوق ۱۳۰۸ھ	

تاریخات

تاریخ ریختہ شاعر بیمثال نازک خیال باکمال مولانا مولوی میر احمد علیہ صاحب المتخلص بعصر

دیوان نقی چو طبع شد عصر سالش گفتم ز فرق اخلاص		ذہی خلق جلیم طبع خوش حال دیوان نقی ریاض اجلال ۱۳۰۷ھ ۱ تد خلیہ ۱۳۰۸ھ	

تاریخ ریختہ خامہ عنبرین شمامہ سخنور یگانہ و یگانۂ زمانہ جناب راجہ گردہاری پرشاد بہادر المتخلص باقی صدر سررشتہ دار جمعیت باقاعدہ سرکار نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ

سخندان سخن پرور سخن سنج سخن آرا چو دیوانش مرتب شد ز باقی سال تاریخش		سزاوار ست این القاب در شان نقی صاحب خرد گفتا۔ محیط فضل دیوان نقی صاحب ۱۳۰۸ھ	

تاریخ مرتبی دیوان از سخنور زمان جناب سیتل پرشاد صاحب خرم تلمیذ جناب

مولانا حافظ شمس الدین محمد فیض قدس سرہٗ

نقی صاحب جناب فیض کے تلمیذ ہین نامی
بندہا شیرازہ فیض حق سے جسدم اُنکے دیوانکا

لکھا ہی سال اُسکا باسرالہام خرم نے
عجب دلچسپ ہی دیوان نقی صاحب سخندانکا

۱۳۰۸ھ

ایضاً

جب ہوا تیار دیوان نقیِ اہلِ دل
تب باقبال خدا اغلب ہوا ہر دل پسند

باسر آمین خرم نے لکھا ہے اُسکا سال
خوب دیوان نقی صاحب ہوا ہر دل پسند

۱۳۰۸ھ

تاریخ در طبع دیوان

نقے سخنور کیتا ہین اس زمانے مین
جناب فیض کے تلمیذ عالم نامی

مرتب اُنکا جو دیوان ہو چکا یارب
تو اِس نوید سے حاصل ہوئی کمال خوشی

لکھا ہی سال طبع خرم اُسکا فصل مین
پسند خاطرِ عالم چھپا کلام نقے

۱۳۰۲ف

ایضاً

کیا خوب یہہ چھپا ہے دیوانِ نقی صاحب
جسکا کلام اغلب ہر دل پسند ہی خوب

خرم نے سال اُسکے چھپنے کا یہہ لکھا ہے
دیوان نقی صاحب ہر دل پسند ہی خوب

۱۳۱۰ھ

تاریخ از بلاغت نشان و فصاحت بیان عالی نژاد جناب رای نرہری پرشاد جی صاحب منصب دار المتخلص بہ خبر مشظم دفتر صدر معتمد پیشکاری سرکار عالی

شاعر جو بمقطع نقے ہے
درویش صفت ہے متقے ہے

فاضل عربی و فارسی مین
مضمون کے فہم مین زکی ہے

استاد بہت ہین صاحب فیض — کہتا ہون جو بات ہین صحیح ہے
صد ہاش گرد فیض پائے — چالاک ہوا اگر غبی ہے
کہتے ہین اسیکو فیض اُستاد — شہرت فیضان کی جبھی ہے
خوش طبع ہوا جب اُنکا دیوان — مطبوع ہر اک کو واقعی ہے
بیساختہ ہر سخن ہے اِنکا — سمجھے وہی جسکو آگہی ہے
پوچھا جب سال تو کہا خیر — گلزار ضمیر — کہہ یہی ہے
۱۳۰۸ھ

ایضاً

دنیا مین سخن سنج کا عالی ہے مقام — سنجیدہ سخن سے ہے دلون کو آرام
جب خیر نے کی طبع کی تاریخ تلاش — دل نے کہا — گلدستۂ تفریح کلام
۱۳۰۸ھ

ایضاً

نقی صاحب کا دیوان جب ہوا طبع — مضامین اُسکے گل بوٹے ہین گویا
کہا رضوان نے مجھسے خیر اسطور — ہے سیر باغ زیبا — سال اسکا
۱۳۰۸ھ

ایضاً

دیوان تازہ اُردو چون از نقی رسیدہ — دیدم چہ موعظت ہا در نظم ہمچو در سفت
تاریخ عیسوی را در فکر خیر بودم — ہاتف بگفت فوراً — باغ عجیب بشگفت
۱۸۹۰ء

ایضاً

ہمہ شعرہاے جناب نقی — بمضمون نباشد کم از انوری

سن فصلی طبع اوخیر گفت		کلام نقی زینت شاعری	

تاریخ از شاعر نگین خیال منشی بمثال جناب محمد حبیب اللہ صاحب تخلص شاعر علاقہ دار مہاراجہ پیشکار صاحب بہادر وزیر افواج

مرتب کئے ہین یہہ دیوان جب		محمد نقی صاحب عالی مقام	
کہی اسکی تاریخ ہاتف نے یون		نہال گلستان شیرین کلام	

ایضاً

جب محمد نقی کا یہہ دیوان		چھپ کے ہر طرح ہوگیا تیار	
سرانجام سے کہی تاریخ		للہ الحمید مخزن اسرار	

تمت

ملتمسہ

بعد حمد واقف خدائے پاک اور نعت متکاثر صاحب لولاک ﷺ ذرہ بیمقدار نیازمند ٹھاکر پرشاد المتخلص بہ حقی قدیم وابستہ در دولت مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار صاحب وزیر افواج سرکار عالے ۔ بپیچ خدمت ناظرین و شائقین عالے گزارش کرتا ہے کہ اوستادان جہان و یکتائے زمان و فیوض آسمان سارہین شعر و سخن نازک خیال شاعر رنگین مقال بمثال حضرت اوستادنا و مولانا عالی جناب محمد نقی صاحب قبلہ دام ظلہ المتخلص نقی تلمیذ حضرت ملک الشعراء دکن مولانا حافظ شیر شمس الدین محمد فیض قدس سرہ ۔ کہ آج عرصہ دراز سے اس فن یکتا مین مشاق و فاضل و مکمل ہین ۔ اور ہزارہا کلام نوراگین نصحت شعار تیار ہوے ہین اور جابجا منتشر ہوگئے ۔ چونکہ حضرت موصوف کو کسی نفع سے ہرگز اسکے طبع

کا ارادہ نہ تھا اور نہ اب ہے چنانچہ اکثر شاگردان حضرت موصوف واسطے
طبع دیوان عرض پروانہ ہوے لاکن درجواب یہہ ارشاد ہوتا رہا اور یہی
فرمان ہنوز جاری ہے۔ کہ روے زمین پر ہزارہا شعراے نامدار کہ جنکے فیض و
نصحت سے ایک عالم فیضیاب ہے اور ہوا اور ہوتا ہے ہم کس شمار مین ہین
اِس لئے مجموعہ مہدست نہ ہوسکا۔ یہہ حقیر سراپا تقصیر اکثر متلاشی کلام
ممدوح ہوکر مثل پروانہ پھرا کرتا تھا۔ ایک روز محض اتفاق سے راے صاحب
عالی جناب راے موہن لعل جیو معتمد پیشکاری سرکار عالی کے پاس ایک
مجموعہ اشعار نصحت شعار کا مسودہ ملا جسکے دیکھنے سے آنکھون کو بصارت اور
دل کو تقویت ہوئی۔ قابل دید و شنید ہے۔ جسکی صفت مین قلم کو طاقت
تحریر نہین اور زبان کو حالت توصیف نہین۔ یہہ ناچیز نے واسطے فیض پانے
اپنے اور تمام شایقین کے مشتہر کیا (شربت شوق) کہ ہم نام و ہم مادہ
تاریخ ہے ترتیب دیکر بیچ عہد دولت مہد خدیو زمان حضرت نواب میر
محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ سادس رئیس اعظم
پادشاہ حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ جسکی عدل و سیاست زبان زد جہانیان ہے

نظم

میر محبوب علیخان بادشاہ خاص و عام	ہے اُنہین منظور جو پیوستہ غربا پروری
حق رکھے انکو سلامت دولت و اقبال سے	آسمان پر دور مین جبتک ہے زُہرہ مشتری

حقیر تجھمین اتنی طاقت کہان ہے جو توصیف کریگا۔ بس کر جو عرض کریگا وہ تھوڑا ہی
اور زمانہ مدار المہامی مین نواب سر آسمانجاہ بہادر وزیر اعظم دکن کہ جس انتظام
جنکا تحریر و تقریر سے زاید ہے۔

نظم

بشیر الدولہ نواب آسمان جاہ	کہ ہین شاہ دکن کے نیک دستہ

کئے ہین بندوبست ایسا کہ ہرگز — نہین ہر ظلم کا ظالم کو مقدور
ہر اک حقدار اپنے حق کو پہونچا — ہے اُنکی معدلت سے خلق مسرور
بڑی دریافت سے کرتے ہین ہر کام — کیا جو عرض مینے سب ہے مشہور
رکھے اُن کو سلامت حق تعالےٰ — خوشی سے تا زمان نفخۂ صور

اور عصر مین راجہ راجگان مہاراجہ پیشکار صاحب راجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج سرکار عالی دام دولتہ

نظم

کشن پرشاد راجہ صاحب اقبال — خدا اُن کو رکھے پیوستہ خوشحال
ہوے جب پیشکاری سے مکرم — ہوا خوش وقت یکسر جملہ عالم
دلون پر جبکہ پہونچا رعب اُن کا — ہوا ہر کج کجی کو چھوڑ سیدھا
خدا خوش اُن سے اور خوش بادشہ بھی — ہوے راضی بجان و دل سپہ بھی
فلک پر مہر و مہ جب تک ہین روشن — رہے دربار اُنکا مثل گلشن
حنفی تو کیا دعا گو سب کے سب ہین — یہہ بندے خاص ہین مقبول رب ہین

ماہ مبارک ذیقعدۃ الحرام سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطبع مفید دکن حیدرآباد مین بمقام طبع پاکر مفید جہان ہوا

تاریخ از نیاز نہاد تلمیذ و خاک پائی حضرت ممدوح

چون مرتب گشت دیوان نعتی استاد من — ہر کسے تاریخ او مرغوب عالی شان گفت
بس حنفی از بہر تاریخ خود اندر فکر رفت — سال طبعش ہاتفی از اخلاق درویشانہ گفت
(۱۳۰۸ھ)

دیگر

دیوان جب ہوا ہے مرتب بفضلِ حق	دل سے کیا میں اپنے یہی تاریخ سال
ہاتف نے یوں کہا کہ جفے کچھ نہ فکر کر	لکھا سکا سالِ طبع۔ گلستانِ علوخیال
	۱۳۰۸ھ

بیت

آج خوش فضلِ خدا سے ہر طبیعت میری
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

ناظرین عالی ہم سے چشم داشت ہے کہ اگر کوئی نقص نظر آئے تو بمراتی طعن از راہ نوازش اصلاح فرمائیں۔

حق طبع اس رقم کو محفوظ ہے کوئی صاحب بلا اجازت فدوی طبع کا خیال نفرمائیں